ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

42

مسلسل اشاعت کا
32واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

15 تا 21 ربیع الثانی 1445ھ / 31 اکتوبر تا 6 نومبر 2023ء

فلسطین کی پکار!

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:10)، یعنی تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور رسول پاک ﷺ کا قول ہے کہ باہمی محبت اور آفت کے اعتبار سے تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔ جب جسم کے ایک حصے کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تمام جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک مومن دوسرے مومن کے لیے سیسہ پلائی ہوئی عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کے لیے پشتی بان کا کام دیتا ہے۔ تمام اکناف عالم کے مسلمان، بھائی بھائی ہیں، نہ جغرافی حدود انھیں جدا کر سکتے ہیں اور نہ زبان اور رنگ کا اختلاف ان میں تفرقہ ڈال سکتا ہے۔ یہ امر کسی مسلمان پر مخفی نہیں کہ فلسطین کی ارضِ مقدسہ صرف اہلِ فلسطین کے لیے مبارک نہیں بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے یکساں طور پر باعث برکت ہے۔ فلسطین کے مسلمان تو محض اس کے پاسبان ہیں۔ وہ اپنے محدود وسائل اور جان و مال کی قربانی کے ساتھ اس کی حفاظت کا حق ادا کر رہے ہیں۔

فلسطین کی مقدس سرزمین میں مسجد اقصیٰ واقع ہے اور جو مسلمانوں کا قدیم قبلہ ہے۔ اسی سرزمین میں رسولِ اکرم ﷺ کو اسریٰ اور معراج کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ اس میں بہت سے مقدس مقامات اور اسلامی آثار موجود ہیں اور بڑے بڑے انبیاءؑ، صحابہؓ، شہداء اور اولیاء کی متبرک یادگاریں واقع ہیں۔ ہم پاک و ہند کے مسلمان بھائیوں کا دینی فریضہ ہے کہ وہ فلسطین کے مسلمانوں کی دل کھول کر مدد فرمائیں۔

مفتی سید امین الحسینی

اس شمارے میں

صبر بہترین ہتھیار!

امیر سے ملاقات (20)

فلسطین کی موجودہ صورتحال اور مسلمانوں کے کرنے کے کام

غزہ پر اسرائیلی سفاکیت اور دنیا کا مستقبل

تو سپرد ہے اسی ذات کے!

مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے لیے اُٹھ!

الہدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1058

اللہ تعالیٰ کی خالقیت مشرک بھی مانتے تھے

سُورۃُ النَّمل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 61، 62

اَمَّنۡ جَعَلَ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَہَاۤ اَنۡہٰرًا وَّ جَعَلَ لَہَا رَوَاسِیَ وَ جَعَلَ بَیۡنَ الۡبَحۡرَیۡنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ
لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿ؕ۶۱﴾ اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَ یَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿ؕ۶۲﴾

آیت ۶۱: ﴿اَمَّنۡ جَعَلَ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَہَاۤ اَنۡہٰرًا وَّ جَعَلَ لَہَا رَوَاسِیَ وَ جَعَلَ بَیۡنَ الۡبَحۡرَیۡنِ حَاجِزًا ؕ﴾ ’’بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور رواں کر دیے اس کے اندر دریا (اور ندیاں)‘ اور بنائے اس کے لیے لنگر (پہاڑ) اور بنایا دو دریاؤں کے درمیان پردہ؟‘‘

﴿ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ﴾ ’’کیا کوئی اور معبود بھی ہے اللہ کے ساتھ؟‘‘

کیا کوئی ایسی دوسری ہستی تمہاری نظر میں ہے جو ان کاموں میں اللہ کے ساتھ شریک ہو؟

﴿بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۱﴾﴾ ’’بلکہ ان کی اکثریت علم نہیں رکھتی۔‘‘

ان آیات کے مخاطبینِ اوّلین مشرکینِ مکہ تھے۔ مشرکینِ مکہ اللہ تعالیٰ کو معبود بھی مانتے تھے اور اُس کو اس کائنات کا خالق بھی تسلیم کرتے تھے۔ البتہ کچھ شخصیات (جن کے بت انہوں نے بنا رکھے تھے) کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ وہ اللہ کے لاڈلے چہیتے اور مقربین ہیں اور وہ اللہ کے ہاں ان کی سفارش کریں گے۔

آیت ۶۲: ﴿اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ﴾ ’’بھلا کون ہے جو سنتا ہے ایک مجبور و لاچار کو جب وہ اُس کو پکارتا ہے اور (اُس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے؟‘‘

﴿وَ یَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ﴾ ’’اور جو تمہیں جانشین بناتا ہے زمین میں؟‘‘

کہ تمہاری ایک نسل کے بعد دوسری نسل اس کی جانشین بنتی ہے اور یہ سلسلہ غیر منقطع طریقے سے اللہ تعالیٰ قائم رکھے ہوئے ہے۔

﴿ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۶۲﴾﴾ ’’کیا کوئی اور معبود بھی ہے اللہ کے ساتھ (ان کاموں میں شریک)؟ بہت ہی کم نصیحت ہے جو تم لوگ حاصل کرتے ہو۔‘‘

مسلمانوں کی آپس میں محبت

درسِ حدیث

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى)) (متفق علیہ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مومنوں کی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت و مودت اور باہمی ہمدردی کی مثال جسم کی طرح ہے کہ جب اس کا کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے بایں طور کہ نیند اڑ جاتی ہے اور پورا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔‘‘

تشریح: مومنوں کی باہم ایک دوسرے کے ساتھ شفقت اور ان کے باہمی تعلق و تعاون کی مثال ایسے ہی ہے جیسے جسم کا اپنے باقی اعضا کے ساتھ تعلق ہوتا ہے کہ اگر اس کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہو تو وہ دیگر اعضا کو بھی اس تکلیف میں شریک ہونے کی دعوت دیتا ہے اور اس سے نیند اڑ جاتی ہے اور بخار ہو جاتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

15 تا 21 ربیع الثانی 1445ھ جلد 32
31 اکتوبر تا 6 نومبر 2023ء شمارہ 42

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادار یہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صبر بہترین ہتھیار!

گزشتہ سال اپریل میں تحریک عدم اعتماد کے ذریعے فارغ کر دیئے جانے والے وزیر اعظم کے بارے میں مقتدر حلقوں نے یہ تو واضح کر دیا تھا کہ اب انہیں کسی صورت کرسی اقتدار کے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیا جائے گا۔ لیکن یہ واضح نہیں کیا گیا تھا کہ اب ہما کس کے سر پر بٹھایا جائے گا۔ پی ڈی ایم کی سولہ ماہی حکومت جو ہر غیر جانبدار تجزیہ نگار کے مطابق پاکستان کی تاریخ کی ناکام ترین حکومت تھی، اُس نے پنجاب میں شریف فیملی کی مقبولیت کو شدید نقصان پہنچایا۔ لہٰذا طاقتوروں نے تحریک انصاف کے کئی رہنماؤں کو آفر کی کہ اگر مائنس ون جسے مائنس سربراہ جماعت کہا جائے تو بات سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی، اس پر وہ راضی ہو جائیں تو نئے سربراہ کی پشت پر بھاری بھرکم ہاتھ رکھا جا سکتا ہے۔ تاکہ وہ مغضوب جماعت کا سربراہ بن کر باقی جماعت کو اُن کے غیض و غضب سے بھی بچا سکے اور ملک کو اُسی جماعت سے ایک نیا نویلہ وزیر اعظم بھی دستیاب ہو جائے۔ چنانچہ تحریک انصاف کے اٹھائے جانے اور غائب کیے جانے والے رہنماؤں سے مختلف سلوک کیا گیا تاکہ اُن میں سے کچھ کو ٹارگٹ کر کے نیا لیڈر بنایا جا سکے لیکن یہ نہ ہو سکا۔ ہو سکتا ہے اُس کی وجہ ان رہنماؤں کی اپنے بانی لیڈر سے محبت اور خلوص و اخلاص بھی ہو اگرچہ اس دلیل کو مکمل طور پر رد تو نہیں کیا جا سکتا۔

ہماری رائے میں دو اور اہم وجوہات کی بنا پر تحریک انصاف کے بانی اور اصل مغضوب شخص سے یہ لوگ بے وفائی کر کے طاقتوروں کی آفر قبول کرنے سے گریز کرتے رہے۔ ایک وجہ یہ تھی کہ پاکستان کے عوام کا معاملہ یہ ہے کہ اگر اُن کے دماغ میں یہ بات بیٹھ جائے کہ فلاں لیڈر کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو وہ اُس کے زبردست حامی بن جاتے ہیں؟ چاہے اُنہیں اُس سے پہلے کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں۔ اور دوسری یہ کہ اُنہوں نے اس بات کو قبول کر لیا تھا کہ ہماری حکومت کی تبدیلی میں اصلاً امریکہ کا ہاتھ ہے جس سے مغضوب لیڈر کی مقبولیت اتنی زیادہ ہو گئی کہ تحریکِ انصاف کے جن لیڈروں کو اتنی پرکشش پیشکش کی گئی تھی، وہ سمجھ گئے کہ جونہی اُنہوں نے یہ آفر قبول کی وہ عوام میں صفر ہو جائیں گے اور اُنہیں اپنے حلقہ کے عوام بھی قبول نہیں کریں گے۔ یہ بات حقیقت بن کر اُس وقت سامنے آئی جب تحریک انصاف کے اٹھائے جانے والے وہ لیڈر جنہوں نے تحریکِ انصاف سے علیحدگی اختیار کی اور مغضوب لیڈر کے خلاف بیان دیا تو اُن کے حلقہ کے عوام نے اُن کے خلاف سخت ردعمل کا اظہار کیا۔ دوسری طرف جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے PDM کی حکومت کی کارکردگی سخت مایوس کن تھی اور ظاہر ہے اس کا ذمہ دار وزیر اعظم شہباز شریف ہی کو سمجھا گیا جس پر طاقتوروں کے لیے مشکل ہو گیا کہ وہ انتہائی فرمانبردار وزیر اعظم شہباز شریف کو پکا وزیر اعظم بنا سکیں۔ لیکن اُس عزم میں تو مزید مضبوطی آئی کہ مغضوب شخص چاہے عوام کتنی ہی اُس کی دیوانی کیوں نہ ہو جائے اُسے ایوانِ اقتدار میں آنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ لیکن اب چوائس مزید محدود ہو گئی لہٰذا گوجرانوالہ میں تین سال پہلے ہونے والی تقریر سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اور ٹیلی ویژن پر دیئے گئے اُس انٹرویو سے بھی صرفِ نظر کرتے ہوئے جس میں کہا گیا تھا کہ بھارت کی فوج نے مقبوضہ کشمیر میں ایسے ظلم نہیں کیے جو ہمارے لوگ پاکستان پر کر رہے ہیں۔ اقتدار عطا کرنے کا فیصلہ اُس شخص کے حق میں کیا گیا جسے کبھی اُس وقت کے سپریم کورٹ نے مجرم ٹھہرایا تھا اور جو 50 روپے کے اسٹام پیپر پر وعدہ کر کے گیا تھا کہ چار ہفتے میں واپس آ جاؤں گا اور جسے عدالتیں باقاعدہ طور پر اشتہاری قرار دے چکی ہیں۔ اُسے نئے سرے سے چمکا کر اور دھمکا کر واپس لایا جائے چنانچہ طاقتوروں نے یکسو ہو کر فیصلہ کر لیا کہ فلاں بن فلاں سکنہ جاتی عمرہ اور بوقت پریشانی سکنہ جدہ و لندن کو نیا بناؤ سنگھار کر کے

تخت نشین کیا جائے۔ لیکن ہر وہ شخص جس کے ذہن کے کونے کھدرے میں معقول آئین اور بے وقعت قانون کسی حد تک ہیں وہ حیران و پریشان تھا کہ یہ کیسے ممکن ہو گا۔ کیونکہ مغضوب شخص نے جب ٹانگ میں گولی لگنے کی وجہ سے بائیو میٹرک کے لیے اسلام آباد ہائی کورٹ سے استثناء چاہا تھا تو اُس کے وکلاء کو کہا گیا تھا کہ بائیو میٹرک کا قانون ایسا حصہ ہے جس سے فرار ممکن نہیں لہٰذا مغضوب جو اُس وقت مضروب بھی تھا، اُس کے بارے میں حکم ہوا کہ اُسے عدالت میں لایا جائے چاہے سٹریچر پر کیوں نہ لانا پڑے؟

یاد رہے مغضوب اُس وقت اور اب بھی ملزم ہے جبکہ جو ملزم نہیں بلکہ مجرم ہے کے بارے میں ایسا فیصلہ دیا گیا ہے جس نے عدلیہ کی تاریخ کو تا قیامت تابناک کر دیا ہے۔ یعنی سب کچھ مجرم کے قدموں میں ڈال دیا۔ فیصلہ سننے کے بعد بعض تبصرہ نگاروں کا خیال تھا کہ اگر وہ فیصلے میں یہ بھی شامل کر دیتے کہ ہم سائل کو قومی اسمبلی کی تین چوتھائی نشستیں دے کر ملک کا وزیر اعظم قرار دیتے ہیں تو حالات جس طرف جا رہے ہیں انہیں سمجھنے والے یعنی سمجھدار لوگ حیران نہ ہوتے۔ کہتے ہیں کہ یہ عالمی سطح پر تیسرا تیز ترین فیصلہ تھا۔ ہم نہیں جانتے کہ دوسرے دو کیسز کیا تھے عین ممکن ہے کہ وہ اتنے واضح اور جینوین ہوں اس لیے وقت نہ لگا ہو اور ہمارے والے کیس کا جتنا مضحکہ خیز فیصلہ سامنے آیا ہے اس پس منظر میں تقابل کریں تو شاید پاکستان اس حوالے سے بھی سر فہرست آ جائے البتہ یہ ڈر اپنی جگہ پر موجود رہے گا کہ 139 نمبر پر کھڑی ہماری عدلیہ کو اس کے بعد عالمی عدالتیں اپنی برادری سے ہی نکال باہر نہ کریں۔

نواز شریف جب ہیتھرو ایئر پورٹ سے پاکستان روانہ ہوئے تو پاکستان کے ہائی کمشنر یعنی سفیر نے انہیں الوداع کیا اور جب لاہور پہنچے تو کمشنر لاہور نے اُن کا استقبال کیا۔ موجودہ نگران حکومت نے ابھی تک یہ وضاحت پیش کرنا ضروری نہیں سمجھی کہ وزیر اعظم بننے سے پہلے وہ ایک عام شہری ہیں (بلکہ سپریم کورٹ کے مطابق وہ مجرم ہیں) حکومتی اعلیٰ عہدہ داروں نے کس بنیاد پر انہیں رخصت کیا یا اُن کا استقبال کیا۔ بہرحال سب مل کر میاں صاحب کا ایک بڑا جلسہ عام مینار پاکستان پر کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ جلسہ اتنا بڑا تھا کہ اُن کی بیٹی مریم نواز خوشی سے رونے لگیں۔ ہم کسی ایک جماعت کا بڑا جلسہ ہونے پر اظہار اطمینان کرتے ہیں۔ یہ سیاسی رونقیں بحال ہونے کی علامت ہے البتہ تحریک انصاف نے بھی اُن ہی دنوں میں جلسہ کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ لیکن نگران حکومت مغضوب لیڈر کی جماعت کو پہلے تو اجازت ہی نہیں دے رہی تھی تب وہ جماعت عدالت میں گئی تو عدالتوں میں آج کل ایک رسم پوری باقاعدگی سے ادا ہو رہی ہے کہ وہ مغضوب جماعت کا کیس کتنا ہی معمولی اور عام نوعیت کا کیوں نہ ہو فوراً فیصلہ نہیں دے سکتی بلکہ فیصلہ محفوظ کر لیا جاتا ہے پھر اجازت کے مطابق فیصلہ دیا جاتا ہے لہٰذا جلسہ کی اجازت دینے کا فیصلہ محفوظ کر لیا گیا اور بالآخر یہ فیصلہ سنایا گیا کہ وہ کسی شہر میں بڑا جلسہ نہیں کر سکتے (شاید وہ پاکستانی نہیں ہیں) ہاں البتہ فراخ دلی سے انہیں کاہنہ میں کارکنوں کا کنونشن منعقد کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ پھر بعد میں اُس کنونشن کا پولیس نے جو حشر کیا وہ قارئین اخبارات میں پڑھ چکے ہوں گے اور لوگ جان چکے ہوں گے کہ جمہوریت واقعتاً بہترین انتقام ہے۔ تحریک انصاف کو خود ہی ورکرز کنونشن کی اجازت دے کر پھر وہاں لاٹھی چارج کرنا اور گرفتاریاں ظاہر کرتی ہیں کہ شاید اجازت ہی اس لیے دی گئی تھی تاکہ وہ ایک جگہ جمع ہوں اور اُن کی گرفتاریاں کرنا اور ہڈیاں توڑنے کا عمل آسانی سے کیا جا سکے۔

ہم اکثر اس جریدے میں طعن و طنز کا انداز اختیار نہیں کرتے لیکن جس طرح پاکستان کے آئین اور قانون سے کھلواڑ کر کے اور طاقت سے فریق مخالف کو بلڈوز کرنے بلکہ اس پاک سرزمین میں انہیں زندہ دفن کرنے کا عمل کچھ عرصہ سے جاری ہے اس میں ہر قانون پسند شہری اپنے آپ کو بے بس پاتا ہے طعن و طنز خود ہماری طبیعت اور مزاج کے خلاف ہے لیکن انتظامیہ اور عدلیہ طاقت کے سامنے جس طرح ننگی کا ناچ ناچ رہے ہیں اور ہم جس طرح بنانا ریاستوں کو بھی شرم سار کر رہے ہیں اس پر دل جو خون کے آنسو رو رہا ہے یہ طعن اور طنز شاید اُسی کا نتیجہ ہے۔ کیا اب کوئی پاکستان کو مہذب ریاست شمار کرے گا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ طعن و طنز اُس آگ کو سرد کرنے کی ایک ناکام کوشش سمجھ لیں جو نگران حکومت یا اُن کے سرپرست لگا رہے ہیں وگرنہ ہمارا طعن و طنز سے کیا تعلق۔ وہ پاکستان جو اسلام جیسا فطری نظام نافذ کرنے کے لیے معرض وجود میں آیا تھا۔ جس کے لیے عدل و قسط کے نظام کو نافذ کرنے کا واضح اعلان تھا۔ اُس کے شہریوں کی خاصی بڑی تعداد آج کل بدترین ظلم و ستم کی شکار ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دریا کے دو کنارے مل سکتے ہیں، سورج مغرب سے طلوع ہو سکتا ہے لیکن ظلم اور اسلام یکجا نہیں ہو سکتے۔ عدل انسانیت کی معراج اور ظلم انسانیت کی توہین ہے۔ دوسری طرف یہ بھی ہے کہ یہ جانتے کے باوجود کہ ظلم کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوا اور ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے مغضوب جماعت کے بعض لوگوں کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ رہا ہے انہیں جمہوریت کے بہترین انتقام کا نہیں صبر کے بہترین ہتھیار ہونے کا قائل ہونا چاہیے۔ مظلوم صبر سے کام لے تو اُس کی آہیں فلک میں شگاف کر دیتی ہیں لہٰذا ہم مغضوب جماعت کو دل چھوڑنے یا مشتعل ہونے کی بجائے صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنے کی نصیحت کریں گے۔ بلکہ یہاں تک کہیں گے کہ یہ پاکستان ہم سب کا ملک ہے اور ہم سب مسلمان بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ ہم وطن بھی ہیں۔ جو ظلم کر رہے ہیں اُن کے لیے ہدایت کی دعا کریں اور اللہ سے اُن کے لیے معافی کے خواستگار ہوں اور اُس وقت تک کریں کہ سب پاکستانی ایک بار پھر شیر و شکر ہو جائیں۔ جو لوگ اس وقت پاکستان میں اقتدار اور قوت رکھتے ہیں انہیں بتایا جائے کہ وقت صدا ایک جیسا نہیں رہتا۔ یہ دھوپ اور چھاؤں کا کھیل ہے جو جگہ بدلتا رہتا ہے۔ خاص طور پر نگران کان کھول کر سن لیں کہ غیر جانبدار رہ کر صاف اور شفاف انتخابات پاکستان کو حیات تازہ بخش دیں گے اور دھاندلی اور جعلسازی اور کسی کو زبردستی ہرانے یا انتخابات سے باہر رکھنے کی کوشش پاکستان کے لیے زہر قاتل ثابت ہوگی۔ یاد رکھیں! اپنوں کو مار کر کبھی لڑائی جیتی نہیں جاتی بلکہ اس سے دشمنوں اور غیروں کی فتح کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔ اللہ پاکستان کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین یا رب العالمین!

ہمارے عدم استحکام کی کچھ ظاہری وجوہات بھی ہیں لیکن اصل اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کی ہے۔

ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا لیکن پھر ہم اپنے عہد سے مکر گئے۔

لہٰذا جب تک ہم اجتماعی توبہ نہیں کریں گے، اور اسلام کا نفاذ نہیں کریں گے تب تک یہاں استحکام نہیں آسکتا۔

نظام کبھی بھی محض دعوت سے نہیں بدلا بلکہ وہ ٹکراؤ کے ساتھ بدلا ہے، انقلابی راستے اور جدوجہد کے ذریعے بدلا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم واحباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: تنظیم اسلامی کے زیادہ تر رفقاء ہر معاملے میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی بات کرتے ہیں۔ کیا یہ تقلید کہلائے گی؟ (معاذ احمد، ملتان)

امیر تنظیم اسلامی: ہمارے ہاں دینی اصطلاح میں جب لفظ تقلید استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد فقہی مذاہب کی پیروی ہوتی ہے۔ جیسے امام ابوحنیفہؒ کے فقہ کو ماننے والے حنفی کہلاتے ہیں، اسی طرح مالکی، حنبلی اور شافعی مذاہب ہیں۔ ان کے پیروکاروں کو مقلد کہا جاتا ہے، اسی پیراڈائم میں سوال یہ ہوسکتا ہے کہ کیا تنظیم اسلامی کے رفقاء نے بھی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو کوئی امام کا درجہ دے دیا ہے، یا تنظیم اسلامی کوئی فقہی مذہب بن گئی ہے تو ایسا معاملہ قطعاً نہیں ہے۔ البتہ اگر ہم اس فقہی پیراڈائم سے ہٹ کر بات کریں تو ڈاکٹر اسرار احمدؒ ہمارے استاد بھی ہیں، ہمارے محسن بھی ہیں لیکن ہم جہاں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ذکر اپنے دروس میں کرتے ہیں وہاں اپنے اسلاف کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ آپ مجھے بھی سنو، دیگر مفسرین کو بھی سنو، پڑھو۔ انہوں نے خود بھی بہت سے حضرات سے استفادہ کیا جن کا وہ ذکر بھی کرتے تھے۔ لہٰذا ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی بات کرنے سے اگر کوئی یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ ہم ڈاکٹر صاحبؒ کے سوا کسی کی نہیں سنتے یا ان کے سوا کسی کو quote نہیں کرتے تو ایسا مزاج نہ تنظیم اسلامی میں ہے، نہ ڈاکٹر صاحبؒ نے ایسا مزاج ہمارا بنایا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات تنظیم کے رفقاء ان سے اختلاف بھی کرتے تھے اور ڈاکٹر صاحب رجوع بھی کرلیا کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ہمارا بھی ذہن یہ بنایا کہ اپنے دل و دماغ کو کھلا رکھا کرو اور دیگر جگہوں سے بھی سیکھا کرو، سمجھا کرو اور اپنے ذہن کو وسیع کرنے کی کوشش کیا کرو۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے ہمیں ایک فکر دی، ایک نظریہ دیا اور پھر تنظیم اسلامی کی صورت میں ایک اجتماعیت قائم کی، پھر منہج انقلاب نبوی ﷺ کی روشنی میں اس کا ایک منہج معین کیا، تنظیم کی اُٹھان بیعت کی بنیاد پر رکھی۔ انہوں نے انقلاب کے لیے انتخابی راستے کی بجائے انقلابی راستہ تجویز کیا۔ یہ کچھ مسلمات ہیں جو تنظیم اسلامی میں طے شدہ ہیں اور جو ان سے اتفاق کرتا ہے وہ تنظیم اسلامی میں شامل ہوجاتا ہے۔ ان مسلمات کے حوالے سے ہم کہیں گے کہ ہم جامد ہیں۔ البتہ علمی آراء میں اختلاف ہوسکتا ہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: ڈاکٹر صاحب نے ایک نظریہ کے تحت تنظیم کی بنیاد رکھی ہے، آپ نے بھی اس بنیاد پر تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ اب آپ امیر ہیں۔ کیا رفقاء تنظیم اسلامی آپ سے اس بات کی بیعت کرتے ہیں کہ آپ اسی طریقے پر چلیں گے جو ڈاکٹر صاحب نے بتایا ہے یا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نہیں آپ حالات کے مطابق فیصلہ کریں گے؟

امیر تنظیم اسلامی: جب کوئی شخص تنظیم میں شامل ہوتا ہے اور وہ بیعت کرتا ہے تو کہتا ہے:

((انی اعاھد اللّٰہ))۔ ”میرا عہد تو اللہ کے ساتھ ہے۔“ یعنی اس بات کا عہد کہ جن جن باتوں سے اللہ ناراض ہوتا ہے ان کو میں ترک کردوں گا۔ پھر یہ کہ کلمے کی سربلندی کے لیے اپنی جان کو بھی کھپاؤں گا، اپنے مال کو بھی کھپاؤں گا۔ اصل میں ہر رفیق یہ وعدہ اللہ سے کرتا ہے۔ عالم ظاہر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہی تسلسل امت میں چلا ہے جس پر تنظیم اسلامی قائم ہے۔ ایک شخص تنظیم میں شامل ہوکر امیر تنظیم کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے لیکن عہد اپنے اللہ سے کرتا ہے کہ وہ گناہوں کو چھوڑ دے گا اور اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لیے اپنی جان اور مال کھپائے گا۔ تنظیم میں نئے شامل ہونے والے مبتدی کہلاتے ہیں، پھر کچھ تقاضے پورے کر لیتے ہیں تو وہ ملتزم ہوجاتے ہیں۔ تب ان سے دوبارہ بیعت لی جاتی ہے کہ وہ سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔

((فی المنشط والمکرہ وعلی اثرۃ علینا))

آسانی ہو یا مشکل ہو میری طبیعت آمادہ ہو یا نہ ہو، چاہے دوسروں کو مجھ پر ترجیح دے دی جائے۔ نظم کے ذمہ دار لوگوں سے جھگڑا نہیں کروں گا۔ اس سارے عہد میں یہ الفاظ کہیں نہیں آئے کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی بات کو لے کر چلیں گے تو مانیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ ہماری کمٹمنٹ اصل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہے۔ امیر کی اطاعت صرف معروف میں کی جائے گی، معصیت میں اس کا حکم نہیں مانا جائے گا۔ ایسی کوئی شرط نہیں ہے کہ امیر عین وہی کچھ کہے اور کرے گا جو ڈاکٹر صاحب کہتے یا کرتے تھے تو اس کی اطاعت کی جائے گی۔ ایسا تقاضا تو ڈاکٹر صاحب نے بھی کبھی نہیں کیا۔ وہ کہتے تھے کہ اپنے دل اور دماغ کو کھلا رکھو۔ بہت سارے معاملات ڈاکٹر صاحبؒ کے دور میں انجام نہیں دیے گئے جو بعدازاں انجام دیے گئے۔ جیسا کہ خود ڈاکٹر صاحبؒ نے تسلیم کیا تھا کہ مجھ سے دعوت کے نظام کو کھڑا کرنے اور اس کو چلانے میں کمی رہی ہے۔ تنظیم اسلامی کا اس وقت جو دعوتی نظام ہے یہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بعد حافظ عاکف سعید کے دور امارت میں قائم ہوا۔ آج ہم اس کے اندر ویلیو ایڈیشن کر رہے ہیں۔ دعوتی کیمپس کا تصور آ رہا ہے۔ مہمات کا تصور آ رہا ہے۔ انفرادی دعوت میں تیزی لانے پر غور کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے دور میں سوشل میڈیا نہیں تھا لیکن آج اس فورم کو بھی دعوت کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یعنی حالات کے مطابق فیصلے کرنا پڑتے ہیں

اوراس ضمن میں تنظیم میں کوئی پابندی نہیں ہے۔

سوال: تنظیم اسلامی اب اتنی متحرک نظر نہیں آتی جتنی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کے دور میں تھی؟ (عمران منیر)

امیر تنظیم اسلامی: کسی نے کہا تھا کہ convincing کے اعتبار سے ترازو کے ایک پلڑے میں اگر مولانا مودودیؒ کو رکھ دیں اور دوسرے پلڑے میں پوری جماعت اسلامی کو رکھ دیں تو مودودی صاحبؒ کا پلڑا بھاری ہوگا۔ اسی طرح ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے پاس جو اہلیت اور قابلیت تھی وہ بعد والوں میں تو نہیں ہے لیکن جہاں تک متحرک نظر آنے کی بات ہے تو تنظیم اسلامی نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے کام اور مشن کو آگے بڑھایا ہے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر صاحب نے لاہور سے دورہ ترجمہ قرآن کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ آج صرف کراچی میں 40 مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن ہوتا ہے، اس کے بعد خلاصہ مضامین قرآن بھی کئی جگہوں پر ہوتا ہے، بعض جگہوں پر تراویح کے بعد مختصر بیان ہوتا ہے۔ یہی سلسلہ تمام شہروں میں پھیل رہا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دور تک تنظیم کے رفقاء کی تعداد 2000 کے لگ بھگ تھی لیکن بعد میں عاکف سعید صاحب کے دور میں یہ تعداد بڑھ کر 10 ہزار تک پہنچی۔ اسی طرح دعوتی نظام، تربیتی نظام، مختلف تربیتی کورسز کا نظام ڈاکٹر صاحب کے بعد قائم ہوا ہے۔ اسی طرح حلقہ جات قرآنی میں اضافہ ہوا ہے، دعوتی مجالس میں اضافہ ہوا ہے۔ الحمدللہ۔

میزبان: جیسے آپ نے کہا کہ اس وقت ایک چینل تھا اور اب ہزاروں آپشنز ہیں۔ آج کئی گنا لوگ ڈاکٹر صاحب کو سن رہے ہیں، ایک مرغی فروش سے لے کر اعلیٰ عہدیداروں تک کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ڈاکٹر صاحب کے ان کلپس سے استفادہ نہیں کر رہا۔

امیر تنظیم اسلامی: ڈاکٹر صاحب تو بیان کر کے چلے گئے مگر ان کے بیانات کو اللہ نے اتنی قبولیت بخشی کہ آج تمام معروف مکاتب فکر کے افراد جن میں طلبہ اور علماء حضرات بھی شامل ہیں وہ بھی ڈاکٹر صاحبؒ سے استفادہ کر رہے ہیں۔ آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ان کے جانے کے بعد بھی سلسلہ جاری ہے اور اس میں تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کا بہت بڑا رول ہے۔ ان دونوں اداروں کے ذریعے ترویج اور نشر واشاعت کا سلسلہ جاری ہے اور اس کو بھی متحرک ہونے میں شامل کرنا چاہیے۔

میزبان: پھر یہ کہ آج تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے آگاہی منکرات مہمات کا سلسلہ جاری ہے۔ اب پورے سال کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے کہ کب کتنی مدت کے لیے کونسی مہم چلائی جائے گی اور ان مہمات میں پورے پاکستان سے رفقاء نکلتے ہیں اور بات پہنچاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ کے دور میں اتنی مہمات نہیں ہوتی تھیں۔ لہٰذا الحمدللہ تحرک نظر آتا ہے۔

ایک مرغی فروش سے لے کر اعلیٰ عہدیداروں تک کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ڈاکٹر صاحب کے آڈیو اور ویڈیو کلپس سے استفادہ نہیں کر رہا۔

سوال: تنظیم اسلامی میں شرکت کے لیے بیعت کی شرط ہے اور ہم نے علماء سے سنا ہے کہ بیعت خلیفۃ المسلمین کے ہاتھ پر کی جاتی ہے اور وہ بیعت سب مسلمانوں کے لیے لازم ہو جاتی ہے۔ تنظیم میں بیعت کس حیثیت سے کی جاتی ہے اور جو لوگ اس بیعت سے باہر ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ (محمد عثمان، نوشہرہ)

امیر تنظیم اسلامی: اس میں کوئی شک نہیں کہ جب خلافت کا نظام قائم ہوگا تو اس وقت خلیفۃ المسلمین کے ہاتھ پر بیعت لازم ہوگی۔ لیکن جب تک خلافت کا نظام قائم نہیں ہے تب تک اقامت دین کی جدوجہد ہم پر فرض ہے اور اس فرض کو ادا کرنے کے لیے جماعت لازم ہے۔ کیونکہ اقامت دین کی جدوجہد اکیلے نہیں ہوسکتی۔ سورۃ العصر میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳﴾ "ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔"

جماعت بیعت کی بنیاد پر قائم ہوگی جو کہ سنت سے، سیرت صحابہؓ سے، امت کے متواتر عمل سے ثابت ہے۔ اب سوال ہے کہ جو اس جماعت میں شامل نہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بارہا یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ تنظیم اسلامی الجماعت نہیں ہے بلکہ جماعت ہے جیسے دیگر کئی جماعتیں ہیں۔ جو جس جماعت میں رہ کر دین کے لیے محنت کر رہا ہے وہ ہمارے لیے قابل قدر ہے۔ علمی اختلاف منہج کا ہو سکتا ہے، طریقہ کار کا ہو سکتا ہے لیکن ایسا نہیں کہ جو اس جماعت میں نہیں معاذ اللہ وہ اسلام سے فارغ ہوگیا۔ یہ باطل تصور ہے جس کے ہم قائل نہیں ہیں۔

سوال: تنظیم کے افراد کو قانونی تقاضوں کے لیے ملک کی عدالتوں کی جانب رجوع کرنا پڑتا ہے جو کہ ایک بوگس نظام ہے۔ جماعت میں شامل افراد کیا جماعت کے نظام قضا سے رجوع کر سکتے ہیں؟ کیا جماعت میں قضا کا نظام موجود ہے اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ (محمد عثمان، ننے چائنہ)

امیر تنظیم اسلامی: قانونی تقاضے تو بہت سارے ہوتے ہیں جیسا کہ شناختی کارڈ بنوانا، پاسپورٹ بنوانا، ب فارم بنوانا اور ہر طرح کے لائسنس اور ڈاکومنٹس بنوانا وغیرہ۔ ظاہر ہے یہ سب کام تو ریاست کا ہی ہے۔ کوئی تنظیم یہ کام نہیں کر سکتی۔ اسی طرح نظام قضاء قائم کرنا بھی حکومت کا کام ہوتا ہے کوئی تنظیم جو ابھی اقامت دین کی جدوجہد کر رہی ہو وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ البتہ ہمارے رفقاء کے درمیان کوئی تنازعہ ہو جائے یا کسی رفیق تنظیم کا غیر رفیق تنظیم سے تنازع ہو جائے تو ہم کوشش کرتے ہیں کہ ان کے درمیان مصالحت کا معاملہ کروا دیں، انہیں عدالت نہ جانا پڑے، تھانہ کچہریوں کے چکر نہ لگانا پڑیں۔ کئی بار کونسلوں میں اچھے وکلاء بھی ہوتے ہیں وہ بھی تو فریقین کو بٹھا کر مصالحت کا معاملا کروا دیتے ہیں، علماء کو بٹھا کر دونوں پارٹیز کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم تو دین کی خاطر محنت کر رہے ہیں تو کیا ہم ایسی کوشش نہیں کریں گے، ظاہر ہے اپنی حد تک لازماً کریں گے۔ البتہ نظام قضا قائم کرنا حکومت کا کام ہوتا ہے۔

سوال: جب نبی اکرم ﷺ نے مدینے کی طرف ہجرت کر لی تو وہاں مسلمان اپنی شریعت کے مطابق اپنے فیصلے کرنے لگے۔ کیا اس مرحلے کو اقامت دین کی تکمیل تصور کیا جا سکتا ہے اور فتح مکہ کو توسیع انقلاب کے زمرے میں لیا جا سکتا ہے؟ اگر تنظیم کے نزدیک اقامت دین کی تعریف شریعت کا نفاذ ہے تو کیا مدینہ ہی میں وہ پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ گیا تھا؟ اس نظریے سے اگر دیکھا جائے تو محض دعوت سے اقامت دین کی تکمیل ہو سکتی ہے، تصادم کی ضرورت صرف توسیع انقلاب کے مرحلے میں درپیش ہو؟ (عثمان نقوی، کراچی)

امیر تنظیم اسلامی: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہجرت کے بعد مدینہ کی ریاست قائم ہو گئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں ہوئی تھی۔ جو کہتے ہیں کہ نہیں ہوئی تھی ہمیں ان سے اتفاق ہے۔ اس لیے کہ قرآن پاک سورۃ الحج میں تمکن کا لفظ لے کر آیا:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ﴾ (آیت: 41) "وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکن عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور

زکوٰۃ ادا کریں گے اور وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔''

اب یہ تمکن کی بات تو ٹھیک ہے کہ حضور ﷺ کو وہاں ایک بیس کیمپ مل گیا۔ سن دو ہجری میں رمضان کے روزے بھی فرض ہو رہے ہیں، عید بھی منائی گئی ہے، زکوٰۃ کا حکم بھی آ گیا، ان عبادات کے تقاضوں پر عمل درآمد بھی ہو رہا ہے۔ لیکن ریاست وہ ہوتی ہے جہاں ایک قانون ہو اور ایک ہی نظام ہو۔ جبکہ مدینہ میں یہود بھی اپنے قانون کے مطابق فیصلے کر رہے تھے، اب یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلامی ریاست ہو اور اس میں غیر اسلامی قانون بھی چل رہا ہو۔ ایک ریاست میں ایک ہی قانون چلتا ہے دو نہیں چلتے۔ اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں اگرچہ حضور ﷺ کو تمکن ملا جہاں دین کے کچھ تقاضوں پر عمل شروع ہوا لیکن ابھی ریاست قائم نہیں ہوئی تھی۔ سود کی حتمی حرمت 9 ہجری میں جا کر آئی۔ پھر سورۃ النصر کے حوالے سے سب کا اتفاق ہے کہ اس میں فتح مکہ، غزوہ حنین اور طائف کے بعد بیان آ رہا ہے:

﴿وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۝۲﴾ ''اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج۔''

چنانچہ فتح مکہ سے قبل ہم نہیں کہہ سکتے کہ اسلامی ریاست قائم ہو گئی تھی۔ مکہ فتح ہو گیا، عرب کی سرزمین پر اسلام غالب ہو گیا تو اس کے بعد توسیع انقلاب کی باری آتی ہے۔ اس کے بعد غزوۂ تبوک آتا ہے، اس کے بعد دوسرے ممالک میں انقلاب ایکسپورٹ ہوتا ہے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بارہا اس پر کلام بھی کیا اور ان کی بڑی قیمتی کتاب ہے: برعظیم میں اسلام کی تجدید فکر، اس کی تعمیل اور اس سے انحراف کی راہیں۔ اس کتاب سے کافی رہنمائی مل جائے گی۔ فتح مکہ سے قبل غزوہ بدر بھی ہوا ہے، غزوہ احد بھی ہوا ہے غزوہ خندق بھی ہوا، تلواریں چلی ہیں اس کے بعد جا کر مکہ فتح ہوا ہے۔ لہٰذا نظام کبھی بھی محض دعوت سے نہیں بدلا بلکہ وہ ٹکراؤ کے ساتھ بدلا ہے انقلابی راستے اور جدوجہد کے ذریعے بدلا ہے۔

سوال: جب تنظیم کے ارکان اور رفقاء میں غیر معمولی اضافہ ہو جائے گا اور یہ اس قابل ہو جائے گی کہ (ویکون الدین کلہ للہ) پر عمل کر کے منکرات کا راستہ روک سکے تو کیا اس سے قبل حکومت تنظیم پر پابندی نہیں لگا دے گی؟ وہ اس بات کا انتظار کرے گی کہ آپ دو لاکھ ہو جائیں اور جہاد شروع کریں؟ (محمد بن حامد، ہندوستان)

امیر تنظیم اسلامی: ٹکراؤ کے مرحلے میں ہمارے سامنے ہمارے اپنے ہی مسلمان ہوں گے جو کہ حکومت اور اداروں میں ہوں گے۔ لہٰذا ہم جان لینے کی بات نہیں کرتے بلکہ دین کے لیے جان دینے کی بات کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ دو لاکھ کی تعداد وحی میں تو نہیں لکھی ہوئی، اس پر مشاورت ہو سکتی ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جتنے دین پر آج ہم عمل کر سکتے ہیں کر رہے ہیں۔ پھر منظم کرنے کا معاملہ ہے اور پھر کوئی اقدام کی طرف جانے کی بات ہے۔ ہم اپنے حصے کا کام کرنے کی کوشش تو کریں۔ جیسے حضور ﷺ حتی الامکان جو پیش کر سکتے تھے پیش کرتے چلے گئے۔ اس کوشش میں آپ ﷺ طائف کی طرف بھی گئے، وہاں جو کچھ ہوا ہمارے سامنے ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے ہمت نہیں ہاری، پھر اللہ نے یثرب کے دروازے اُن پر کھول دیے۔ ہم نے اپنے حصے کا کام کرنا ہے۔ باقی اللہ کی مرضی وہ کہاں سے نصرت کے دروازے کھول دے۔ اگر ہم تمام طبقات تک دعوت پہنچائیں تو ہو سکتا ہے جو اس نظام کے رکھوالے ہیں وہی نظام خلافت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔

اگر ہم تمام طبقات تک دعوت پہنچائیں تو ہو سکتا ہے کہ جو اس نظام کے رکھوالے ہیں وہی نظام خلافت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

جن تاتاریوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا انہی میں سے اٹھ کر کچھ نے خلافت عثمانیہ قائم کر دی۔

سوال: اس وقت ملک کی غیر استحکامی صورتحال میں تنظیم اسلامی میں کس مرحلہ میں ہے؟ تنظیمی رفقاء کو آئندہ کے لیے خود کو کس طرح تیار کرنا ہے؟ (حمزہ عباد)

امیر تنظیم اسلامی: اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں سیاست، معیشت اور معاشرت میں استحکام نہیں۔ ہم نے اگست اور ستمبر میں تقریباً تین ہفتوں پر مشتمل بقائے پاکستان: نفاذ عدل استحکام مہم چلائی۔ اس مہم کے دوران میں ہم نے یہی پیغام پہنچانے کی کوشش کی کہ ہمارے عدم استحکام کی کچھ ظاہری وجوہات بھی ہیں لیکن اصل میں بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کی ہے۔ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا لیکن پھر ہم اپنے عہد سے مکر گئے لہٰذا جب تک ہم اجتماعی توبہ نہیں کریں گے، دین کی طرف رجوع نہیں کریں گے، تب تک یہاں استحکام نہیں آ سکتا۔ ان حالات میں تنظیم منہج انقلاب نبوی ﷺ کو اختیار کرتے ہوئے دعوتی عمل کو بھی جاری رکھے ہوئے ہے، تنظیمی اور تربیتی مراحل بھی جاری ہیں۔ جتنا شریعت پر عمل کر سکیں اس کی ترغیب دلانا اور دعوتی مراحل میں جو مصائب آئیں ان کو جھیلنے کے لیے تیار کرنا، یہ ہمارا مستقل کرنے کا کام ہے لیکن ساتھ ساتھ ہم ملکی حالات پر بھی اپنی رائے دیتے ہیں اور الدین النصیحہ کی بنیاد پر خیر کی اصلاح بھی دیتے ہیں۔

سوال: گلگت بلتستان میں اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان آج کل کشیدگی بڑھ رہی ہے۔ جہاں پہلے سے ہی طاغوتی منصوبے کے تحت حالات خراب کیے جا رہے ہیں، سی پیک منصوبے کو سبوتاژ کرنے کی کوشش بھی ہو رہی ہے۔ ان حالات میں آپ عوام کے لیے کیا رہنمائی دیں گے؟ (نوید عثمان، گلگت بلتستان)

امیر تنظیم اسلامی: اس حوالے سے دو تین باتوں کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ملک دشمن قوتیں چاہتی ہیں کہ ملک میں انتشار ہو، عدم استحکام ہو۔ ایسی صورتحال میں دونوں طرف کے علماء جو مثبت اور تعمیری سوچ رکھنے والے ہیں، وہ مل کر کردار ادا کریں۔ ماضی قریب میں بھی دہشت گردی کو کنٹرول کرنے کے لیے شیعہ سنی علماء نے مل کر کردار ادا کیا اور اس کے بہتر نتائج بھی برآمد ہوئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ امریکہ پاکستان اور مسلمانوں کا دشمن ہے، وہ افغانستان سے اگرچہ گیا ہے لیکن اس کے باوجود چین سے نہیں بیٹھے گا۔ پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے کچھ شواہد بھی نظر آ رہے ہیں کہ امریکی ذمہ داران کبھی گلگت میں جا کر بیٹھتے ہیں اور کبھی گوادر میں بیٹھتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ سی پیک کا منصوبہ کامیاب ہو۔ ہمارے مقتدر طبقات اور ذمہ داران کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہم امریکہ کی طرف جھکاؤ کر کے اپنے لیے مشکلات تو کھڑی نہیں کر رہے۔ اسی طرح ریاستی ادارے اپنی ذمہ داری پوری کریں اور جو بھی فرقہ واریت کو ہوا دے اُس کے خلاف کارروائی کریں تاکہ آگ بھڑکانے کی کوئی سوچ بھی نہ۔ علماء کو رواداری اور ہم آہنگی والے پہلو کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

فلسطین کی موجودہ صورتحال میں مسلمانوں کے کرنے کے کام

شجاع الدین شیخ، امیر تنظیم اسلامی

1- دعاؤں کا اہتمام:- حدیث نبوی ﷺ کے مطابق دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور صدقِ دل سے فلسطین کے مسلمانوں کی مدد اور ظالموں کے جبر کو روکنے کے لیے دعائیں کرنی چاہییں۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر 75 کے ذیل میں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے مکہ مکرمہ کے مظلوم مسلمانوں کے لیے دعائیں کیں (جبکہ فتح مکہ کے لیے اقدام 8 ہجری میں فرمایا)۔ نبی اکرم ﷺ ایسے مواقع پر قنوت نازلہ کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔

2- نوافل نمازوں کی کثرت:- سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 153 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط﴾ صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد کو متوجہ کرنے کے لیے کثرت سجود اور سجدوں کو طویل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے یعنی فرض نمازوں کی پابندی کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں کی طرف توجہ اور سجدوں کی کثرت کا اہتمام کریں۔

3- گناہوں کو چھوڑنا:- اللہ تعالیٰ کی مدد، اللہ کے سرکشوں، باغیوں اور نافرمانوں کے لیے ہرگز نہیں آتی۔ سورۃ النحل کی آخری آیت میں ارشاد ہوا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ ۔ ”بے شک اللہ تعالیٰ کی معیت (مدد) ان لوگوں کے لیے ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔“ یعنی اپنی زندگی سے گناہوں، منافقت اور سرکشی کے رویہ کو ختم کرتے ہیں۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 186 سے بھی یہ رہنمائی ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کی یہی شرط بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھتے ہوئے اس کے احکامات کی مکمل فرمانبرداری کی جائے۔

4- تاریخ کا مطالعہ:- ہمیں چاہیے کہ اس وقت یہود و اسرائیل اور فلسطین کی تاریخ کا تفصیلی مطالعہ کریں اور اپنے قریبی لوگوں کو بھی یہ معلومات فراہم کریں۔ اس حوالہ سے بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے خطابات کی سماعت بھی فائدہ مند ہوگی۔

5- بچوں میں جوش جہاد اور شوق شہادت پیدا کرنا:- ہمارے لیے اپنے بچوں کی ذہن سازی کرنے کا بہترین موقع ہے تاکہ ان میں بھی امت کا درد پیدا ہو اور خدمت دین کے لیے مجاہدانہ تربیت کے ذریعہ افراد کار میسر ہوں۔

6- مالی تعاون:- ہماری ذمہ داری ہے کہ اس موقع پر اپنے اخراجات کو کم کر کے ایثار کرتے ہوئے جس ادارہ پر بھی اعتماد ہو، اس کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ مالی مدد فلسطین کے مسلمانوں کے لیے بھیجیں۔

7- نہی عن المنکر باللسان کے فریضہ کی ادائیگی:- سوشل میڈیا، یوٹیوب، پریس کلب، جہاں بھی موقع ملے تو بول کر یا لکھ کر تقریر وتحریر، جس میں جو بھی صلاحیت ہے، اُسے ظلم کے خلاف اور مظلوموں کی دادرسی کے لیے استعمال کرنے کی پوری کوشش کرے۔

8- پُرامن احتجاجی مظاہروں کا اہتمام:- فلسطین کے مسلمانوں پر بے انتہا ظلم وستم کے خلاف مسلمانوں کو اجتماعی سطح پر بڑے پیمانہ پر مظاہرے بھی کرنے چاہییں تاکہ پوری دنیا کو معلوم ہو سکے کہ مسلمان متحد ہیں اور ایک دوسرے کے درد کو محسوس کرتے ہیں نیز یہ مسلمانانِ فلسطین کی بھی دلجوئی اور ہمت بڑھانے کا باعث ہوگا۔

9- مسلمان حکمرانوں، مقتدر طبقات اور امت کی افواج سے مطالبہ:- ان بااختیار لوگوں کو محض امدادی سامان، مالی تعاون یا مذمتی بیانات پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کی طرف سے ظلم کے خاتمہ کے لیے بھرپور جواب سامنے آنا چاہیے۔ عوام کو چاہیے کہ ان طاقت و قوت رکھنے والے افراد پر اس حوالہ سے دباؤ ڈالنے کی حتی الامکان کوشش کریں۔ عالم اسلام کی افواج، ان کی عسکری قوت خصوصاً پاکستان کی میزائل ٹیکنالوجی اور ایٹمی طاقت تمام امتِ مسلمہ کی امانت ہیں۔ ہمارا تقاضا ہے کہ اس طاقت کا حوالہ دے کر اسرائیل سے بات کی جائے۔

10- فوجی تربیت:- اسرائیل کا ہر شہری فوجی تربیت یافتہ ہے لہٰذا مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ نفاذِ عدل اور فریضۂ جہاد کی ادائیگی کی نیت سے اس طرح کی تربیت حاصل کریں جس کا اہتمام مسلم حکومتوں کو کرنا چاہیے۔

11- سفارتی تعلقات کا خاتمہ:- جن عرب و دیگر مسلم ممالک نے اسرائیل کو تسلیم کر کے اپنے ملک میں ان کا سفارت خانہ کھولا ہوا ہے، انہیں چاہیے کہ فی الفور وہ اسرائیلی سفیر کو واپس بھیجیں، ان کے سفارت خانہ کو بند کریں اور اپنے سفیر کو اسرائیل سے فوراً واپس بلائیں۔ جب مسلم ممالک اسرائیل سے اس طرح کے سفارتی تعلقات ختم کریں گے تبھی اس پر کچھ دباؤ پڑے گا۔

12- اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ:- مسلم ممالک کو اسرائیل سے ہر قسم کے تجارتی تعلقات ختم کر دینے چاہییں۔ جہاں پر بھی ان کی مصنوعات استعمال ہو رہی ہیں، مسلمانانِ عالم کو ان کا مکمل بائیکاٹ کرنا چاہیے تاکہ اسرائیل کو شدید معاشی جھٹکا پہنچے۔

13- اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبہ کے لیے جدوجہد:- آج امتِ مسلمہ کا سب سے بڑا جرم دین اسلام سے بے وفائی کرتے ہوئے اس کو نافذ وغالب کرنے کی جدوجہد کو پس پشت ڈالنا ہے۔ دنیا میں 57 مسلم ممالک اور دو ارب سے زائد مسلمانوں کی تعداد ہونے کے باوجود آج امت اس فریضہ کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے ذلت و رسوائی کا شکار ہے۔ حدیث نبوی ﷺ کے مفہوم کے مطابق مستقبل میں امام مہدی کی مدد کے لیے مشرق (خراسان کا علاقہ جو نبی کریم ﷺ کے دور میں پاکستان، افغانستان اور ایران کے چند علاقوں پر مشتمل تھا) سے افواج جائیں گی تو اس اعتبار سے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کے لیے جدوجہد میں اپنا بھرپور حصہ ڈالیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ہماری تمام تر صلاحیتیں اور کوششیں ان تقاضوں کی ادائیگی کے لیے پورے اخلاص کے ساتھ لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

"دنیا میں مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہہ رہا ہے اور ہماری کم ہمتی اور بزدلی کا عالم یہ ہے کہ ہم کھڑے ہو کر یہ کہہ نہیں سکتے کہ "Enough is Enough"۔

"یہود ہر صورت میں فلسطینیوں کا خاتمہ چاہتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک یہ باقی رہیں گے لڑتے رہیں گے۔"

آخری جنگ (الملحمۃ العظمیٰ یا آرمیگاڈان) مشرقِ وسطیٰ میں ہی ہوگی اور اس میں پاکستان نے کردار ادا کرنا ہے۔

اُمتِ مسلمہ پر مایوسی کے دور آئیں گے لیکن آخر میں پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہوگا۔ ان شاء اللہ!

میزبان: وسیم احمد

غزہ پر اسرائیلی سفاکیت اور دنیا کا مستقبل کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ مرحوم کی امتِ مسلمہ کے مستقبل کے بارے میں تذکرہ

میزبان: حماس اور اسرائیل میں جاری حالیہ جنگ کے پس منظر کے طور پر یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان پائے جانے والے بنیادی اختلافات کی اگر کوئی حقیقت جاننا چاہتا ہے تو اسے یہودیوں کی تاریخ جاننا ہوگی کہ وہ پوری دنیا سے سمٹ کر اسرائیل میں کیوں آباد ہوئے، مسلمانوں سے انہیں کیا خوف لاحق ہے اور یہود کے چار بڑے مشن یا اہداف کیا ہیں؟ یہ جاننے کے لیے ہم آج عالمِ عرب کے حالات و واقعات پر گہری نظر رکھنے والے عظیم سکالر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ایک انتہائی اہم خطاب سے استفادہ کریں گے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے آج سے 30 سال قبل (1993ء) میں ایک کتاب بعنوان "سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل" لکھی تھی جو بہت مقبول ہوئی اور اس کے 17 ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ آج بھی اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا قاری حیران ہو جاتا ہے کہ ڈاکٹر صاحبؒ کی مڈل ایسٹ کے حوالے سے تیس سال قبل بیان کی گئی باتیں آج کیسے حیرت انگیز طور پر حرف بہ حرف درست ثابت ہو رہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ کوئی نجومی یا astrologist نہیں تھے بلکہ قرآن و حدیث کے گہرے مطالعے کی روشنی میں ملکی اور بین الاقوامی معاملات اور امتِ مسلمہ کو درپیش مسائل کا تجزیہ کرتے تھے اور حل تجویز کرتے تھے۔ وہ یہودیوں کی سازشی ذہنیت، مڈل ایسٹ میں ان کے مقاصد، ان کی چالاکی اور عیاری اور امریکہ جیسی سپر پاور کو اپنے شکنجے میں قابو کر کے گریٹر اسرائیل کے قیام کی جدوجہد جیسے ناپاک یہودی منصوبوں پر گہری نظر رکھتے تھے اور اپنے خطابات اور تحریروں میں ان سازشوں کو ببانگ دہل بیان کرتے تھے۔ آیئے ان کے ایک خطاب سے یہودیوں کے چار بڑے مشنز اور اہداف کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: گریٹر اسرائیل کا نقشہ یہودیوں نے Protocols of the elders of Zion میں 1897ء میں دنیا کے سامنے پیش کیا تھا جس کے گرد ایک سانپ ہے اور وہ ان سب علاقوں کو گھیرے ہوئے ہے جن پر یہود کا دعویٰ ہے کہ وہ یہاں گریٹر اسرائیل بنائیں گے۔ ڈیڑھ کروڑ اسرائیلی دنیا میں موجود ہیں جن میں سے ابھی صرف 35 لاکھ اسرائیل میں آئے ہیں۔ وہ

مرتب: محمد رفیق چودھری

کہتے ہیں کہ جب باقی سب یہودی بھی آئیں گے تو ان کے لیے رقبہ چاہیے اور ہم گریٹر اسرائیل بنائیں گے۔ انہوں نے 4 اہداف طے کیے ہیں۔ 1۔ آرمیگاڈان، 2۔ گریٹر اسرائیل کا قیام، 3۔ مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخریٰ کو گرانا۔ یہ دونوں یروشلم کی ایک پہاڑی پر ہیں جسے ٹیمپل ماؤنٹ کہتے ہیں۔ جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تھی وہاں مسجد اقصیٰ ہے اور جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا براق کا سفر شروع ہوا تھا اس چٹان پر بعد میں عبدالملک بن مروان نے ایک بہت بڑا گنبد بنا دیا تھا جسے قبۃ الصخریٰ کہا جاتا ہے۔ اس گنبد پر سونے کی پتری اردن کے سابق بادشاہ شاہ حسین نے چڑھائی تھی۔ اس وقت یہودیوں نے کہا تھا کہ یہ سونا ہمارے کام آئے گا جب ہم تھرڈ ٹمپل بنائیں گے۔ ان کے سیکنڈ ٹمپل کو 70ء میں رومی جرنیل ٹائیٹس نے گرا دیا تھا۔ 1967ء میں یہود کو دوبارہ یروشلم پر قبضہ مل گیا۔ چنانچہ یہود کا تیسرا ہدف مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخریٰ کو گرا کر تھرڈ ٹمپل تعمیر کرنا ہے۔ چوتھا مشن ان کا یہ ہے کہ وہاں Throne of David (حضرت داؤدؑ کا تخت) لا کر رکھیں گے۔ یہ ایک پتھر تھا جس پر حضرت داؤد علیہ السلام کو بٹھا کر تاج پوشی کی گئی۔ پھر اسی پر بٹھا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی تاج پوشی ہوئی۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو مسجد بنائی اُس میں اس پتھر کو رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد ہر اسرائیلی بادشاہ کی تاج پوشی اسی پتھر پر بیٹھ کر ہوتی رہی۔ جب 70ء میں ٹائٹس نے سیکنڈ ٹمپل کو گرا دیا تو وہ اس پتھر کو اُٹھا کر اپنے ساتھ روم لے گیا۔ پھر آئر لینڈ اور سکاٹ لینڈ سے ہوتا ہوا یہ پتھر برطانیہ پہنچا۔ 14 ویں صدی عیسوی میں اس پتھر کو ایک کرسی کی سیٹ میں لگا کر اسے تھرون بنا دیا گیا جو کہ اب ویسٹ منسٹر چرچ میں رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ چوتھا ہدف یہود کا یہ ہے کہ وہ اس پتھر کو لا کر یہاں رکھیں گے۔ نیو کانز عیسائی بھی یہود کے ساتھ اس پر متفق ہیں۔

میزبان: آپ کو یہود کے چار بڑے missions اور اہداف تو معلوم ہو گئے۔ اب اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اسرائیل کیسے وجود میں آیا، یہودی کہاں سے آئے اور کیسے اس سرزمین پر آباد ہو گئے، اس سرزمین پر اب تک کتنی جنگیں لڑی جا چکی ہیں اور ان کا انجام کیا ہوا تو اس حوالے سے بھی ڈاکٹر صاحبؒ کا یہ بیان موزوں ہوگا۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: برطانیہ نے 1917ء میں بالفور ڈیکلیریشن پاس کر دیا کہ یہودی فلسطین میں آباد ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد یہود نے دھونس، دھاندلی، دھمکی سمیت ہر ہتھکنڈے کو استعمال کرتے ہوئے فلسطینیوں کی زمینوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ یہود کے پاس سرمایہ کی کوئی کمی نہیں تھی، صیہونی تحریک کے بانی سب بینکرز تھے جنہوں نے

1897ء میں جمع ہو کر یہودی پروٹوکول بنائے تھے۔ لہٰذا فلسطینیوں کو دھن کی لالچ دے کر مہنگے داموں زمینیں خریدتے گئے۔ پھر جب 1948ء میں اسرائیلی ریاست قائم ہوگئی تو اس کے بعد کہیں فلسطینیوں کو جعلی عدالتی کارروائیوں کے ذریعے نکالا گیا، کہیں زبردستی نکالا گیا۔ 1948ء سے پہلے برطانیہ ورلڈ سپر پاور تھا جو یہود کی پشت پناہی کر رہا تھا، اب امریکہ کر رہا ہے۔ 1948ء میں عربوں نے اسرائیل کے خلاف خوب جنگ لڑی، وہ جیت رہے تھے لیکن پتا نہیں کیوں صلح کر لی۔ کچھ مہینوں کے بعد عربوں نے دوبارہ جنگ کی لیکن اتنے عرصہ میں اسرائیلی دہشت گرد اپنے قدم جما چکے تھے اور عربوں کو شکست ہوگئی۔ مغربی یروشلم پر بھی ان کا قبضہ ہوگیا۔ 1967ء میں روس کے سکھانے پڑھانے پر مصر کے جمال عبدالناصر نے اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ لیکن اسرائیل نے مغربی پشت پناہی میں مصر سے پورا صحرائے سینا لے لیا۔ کچھ علاقے شام سے لے لیے، اردن سے پورا مغربی کنارہ اور مشرقی یروشلم بھی لے لیا۔ اس طرح 1967ء تک پورا یروشلم یہود کے قبضہ میں چلا گیا۔ 1973ء میں مصر نے بدلہ لینے کی کوشش کی اور بڑی شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسرائیل کی بارلیو دفاعی لائن کو کراس کر لیا تھا لیکن پھر امریکہ کود پڑا اور مصر نے دوبارہ صلح پر آمادگی ظاہر کر دی۔ یہ ان کی تاریخ ہے۔ یہودیوں میں بھی اندرونی طور پر بڑی کشاکش ہے جیسے مسلمانوں میں کچھ وہ ہیں جو نماز روزے کی پابندی کرتے ہیں، دین سے ان کا تعلق ہے۔ کچھ وہ ہیں جن کے نام مسلمانوں والے ہیں لیکن نماز روزہ کچھ نہیں ہے، سیکولر اور مادہ پرست ذہنیت بھی ہے۔ اسی طرح یہود میں بھی کچھ کٹر مذہبی ہیں۔ لمبی داڑھی، سر پر اونچا ہیٹ، لمبی لمبی زلفیں اور خاص طور پر کنپٹی کے لیے بال رکھتے ہیں۔ ایک انتہا پر یہ ہیں۔ دوسری انتہا پر وہ یہودی ہیں جو شراب پیتے ہیں، سور کھاتے ہیں، ان میں بینکرز ہیں، سائنسدان ہیں اور دیگر سیکولر لوگ ہیں۔ کچھ درمیانے درجے کے مذہبی ہیں جیسے ملعون ایریل شیرون تھا۔ داڑھی نہیں ہے لیکن سر پر ٹوپی ضرور رکھتا ہے۔ ان کے سیکولر اور مذہبی طبقہ کے درمیان کشاکش کے باوجود ایک بات پر ان کا اتفاق ہے کہ پوری دنیا کی مالیات پر ان کا قبضہ ہوگا اور غیر یہود کو ہم حیوان بنا کر رکھ دیں گے۔ ہماری ملٹی نیشنل کمپنیوں کا راج ہوگا۔ حکومتوں کی باگ ڈور انہی کے ہاتھوں میں ہوگی۔ باقی لوگ مزدوروں کی حیثیت سے کام کریں گے۔ انہی سے دولت لے کر کچھ تنخواہیں ان کو بھی دے دیں گے۔ باقی سود کے ذریعے سے ملائی ہم کھینچتے رہیں گے، مکھن ہمارے پاس آتا رہے گا۔ البتہ ایک چیز میں ان کے دونوں طبقات میں اختلاف ہے۔ ان کا مذہبی طبقہ کہتا ہے کہ ہم نے جو گریٹر اسرائیل بنانا ہے اس میں مصر کا وہ زرخیز علاقہ بھی شامل ہوگا جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں جا کر بنی اسرائیل آباد ہوئے تھے، صحرائے سینا بھی شامل ہوگا جہاں کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات ملی۔ مدینہ تک کا علاقہ بھی شامل ہوگا جہاں سے یہود کو نکالا گیا تھا، عراق اور شام بھی شامل ہوں گے، ترکی کا جنوب مشرقی علاقہ بھی شامل ہوگا۔ جبکہ سیکولر یہودی کہتے ہیں کہ اتنے بڑے علاقے کو لے کر کیا کرو گے جہاں تم عربوں سے لڑو گے عرب تم سے لڑتے

یہود کے چار بڑے اہداف ہیں: 1۔ آرمیگاڈان، 2۔ گریٹر اسرائیل کا قیام، 3۔ مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخریٰ کو گرا کر تھرڈ ٹیمپل کی تعمیر اور 4۔ تھرون آف ڈیوڈ کو لا کر رکھنا۔

رہیں گے۔ اس کی بجائے عرب اور اسرائیل مل کر رہتے ہیں۔ دونوں کزن ہیں۔ ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں، دوسرے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ہم دونوں مل کر اکانومک یونٹ بناتے ہیں۔ جیسے ایشیا پیسفک ایک unit بن گیا ہے، آسیان ہے، پورا یورپ ایک یونٹ بن گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ پیسہ عربوں کا ہوگا، تیل ان کا ہوگا، مزدور ان کے ہوں گے مینجمنٹ ہماری ہوگی۔ ٹیکنیکل شعبے ہمارے پاس ہوں گے، سائنسدان ہم ہوں گے، ملائی ہم کھاتے رہیں گے۔ چھاچھ ان کو دیتے رہیں گے۔ ہمیں آم کھانے سے تعلق ہے پیڑ گننے کی کیا ضرورت ہے۔ خواہ مخواہ عربوں سے دشمنی بڑھانے کا کیا فائدہ۔ وہ اس چھوٹے سے اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتے، گریٹر اسرائیل کو کیسے تسلیم کر لیں گے۔ لہٰذا اس خیال کو دل سے نکال دو۔ یہ بہت بڑا اختلاف ان دونوں طبقوں کے درمیان ہے لیکن اسی کے اندر دو باتوں پر اتفاق ہوگیا کہ (1) پورا یروشلم ہمارے پاس رہے گا جسے ہم اسرائیل کا دارالخلافہ بنائیں گے۔ (2) مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کو گرا کر ہم تھرڈ ٹمپل ضرور بنائیں گے۔ اس پر سیکولر یہود کا بھی اتفاق ہے کیونکہ وہ اتنی رشوت بھی اگر مذہبی یہود کو نہ دیں تو وہ ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

میزبان: اسرائیل کی طرف سے غزہ خالی کرنے کے الٹی میٹم کے بعد اس وقت صورت حال یہ ہے کہ غزہ کے ہسپتال پر بمباری کر کے بچوں سمیت 800 سے زائد افراد کو شہید کر دیا گیا ہے۔ 10 لاکھ فلسطینی مسلمان بے گھر ہو چکے ہیں، بجلی، پانی اور گیس بند کر دی گئی ہے۔ آئس کریم والے ٹرکوں کو مردہ خانے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ فلسطینی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ ہم رات کو ایک ساتھ سوتے ہیں تاکہ بمباری کی صورت میں ایک ساتھ مر سکیں۔ عالم عرب کی متبرک زمین پر انسانی المیہ جنم لے چکا ہے لیکن انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار اسی خونی درندے کے ساتھ کھڑے ہیں جو کئی دہائیوں سے مسلمانوں کی نسل کشی کے درپے ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ایک عرصہ پہلے یہودیوں کے ان عزائم سے آگاہ کر دیا تھا اور ان کی ترجیحات کو بھی گن کر بتا دیا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: میرا اندازہ یہ ہے کہ اب جو مذہبی یہودی ہیں ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا ہے۔ اگرچہ اب ان کا نمائندہ ایریل شیرون اس طرح کا عملی یہودی نہیں ہے لیکن انتہائی سفاک ہے، جس نے لبنان میں صبرا اور شاتیلا کے فلسطینیوں کے دو کیمپ اس بے دردی سے اُڑا دیے تھے جس طرح چیونٹیوں کو پیروں تلے روند دیا جاتا ہے۔ اب ان کا فیصلہ یہ ہے کہ انہیں تین بڑے بڑے قدم اٹھانے ہیں۔ (1) فلسطینیوں کا خاتمہ۔ اگر فلسطینی باقی رہے تو لڑتے رہیں گے، اگر دس ہم ماریں گے تو ایک دو وہ بھی مار دیں گے، غیر یہودی چاہے ہزار بھی مر جائیں تو کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ یہ تو کیڑے مکوڑے ہیں، جنٹائلز اور گوئمز ہیں۔ البتہ یہودی کی جان قیمتی ہے۔ اس لیے فلسطینیوں کو ختم کر دو تاکہ لڑائی ختم ہو جائے۔ چنانچہ اس کے لیے وہ اب فلسطینیوں کی اس طرح نسل کشی کریں گے کہ بوسنیا کے مسلمانوں کی نسل کشی لوگ بھول جائیں گے، یا پھر جس طرح 1492ء میں سپین کے مسلمانوں کو ختم کیا گیا تھا کہ ایک بچہ بھی باقی نہ چھوڑا تھا۔ (2)۔ اب وہ مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرا کو گرائیں گے اور ان کی جگہ تھرڈ ٹمپل بنائیں گے۔ یہ جو انتفادہ اب شروع ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک سال قبل ایریل شیرون نے مسجد اقصیٰ کا دورہ کیا تھا اور وہاں تھرڈ ٹمپل کی تعمیر کے لیے بنیاد کا پتھر رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا جس پر فلسطینی نوجوان ہاتھوں میں اینٹیں اور روڑے لے کر نکلے ہیں اور اس وقت سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ اب تک کتنے ہی فلسطینی مارے جا چکے ہیں لیکن کچھ نہ کچھ یہودی بھی مرے ہیں۔ لہٰذا یہود کے صبر کا پیمانہ اب

لبریز ہو گیا اور وہ ہر صورت میں ان اہداف کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کئی کئی ٹن کے پتھر لا کر انہوں نے رکھ دیے ہیں کہ یہاں بنیاد پڑنی ہے۔(3)۔ امریکہ کو دھمکی دی کہ اب تم ٹانگ مت اڑاؤ۔ اگر تم نے ہمارے اہداف میں رکاوٹ ڈالی تو تمہاری اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ میتن یاہو نے کہا تھا میں واشنگٹن میں آگ لگا دوں گا۔ چنانچہ اب امریکہ کو یہود کی دھمکی ہے کہ تم باز آجاؤ۔ میں یہ بات خطاب جمعہ میں کر کے مسجد دارالسلام سے باہر نکلا، شام کو ٹی وی پر ایل شیرون کی تقریر سنی۔ اس نے کہا:

"It is not acceptable. Don't appease the Arabs, at our expense. We are not going to become Czechoslovakia. We have to depend on ourselves only and rely on ourselves only."

یہ وہ امریکہ کو سنا رہا تھا کہ ہم تمہارے محتاج نہیں ہیں، اب تم بیچ میں آؤ تو سہی تمہارے چیتھڑے اُڑا دیں گے۔

میزبان: اسرائیل میں پنجہ یہود کو مضبوط کرنے کے لیے یہودیوں نے عرب ممالک سے جنگیں بھی لڑیں لیکن خاطر خواہ کامیابی نہ ملنے پر انہوں نے ان کو زہر کی بجائے گڑ دے کر مارنے کی کوششیں شروع کر دیں جس میں وہ کامیاب رہا۔ کبھی اوسلو معاہدہ ہوا تو کبھی ابراہیم اریکارڈ کا سہانا خواب دکھایا گیا۔ حال ہی میں امریکی پریشر پر سعودی عرب کے ساتھ تاریخی امن معاہدے کی باتیں شروع ہو گئیں۔ عرب ممالک کے حکمران اپنی کم علمی، کم فہمی اور دنیاوی مفادات کے تحت جس کو اپنا دوست سمجھ کر اچھے سفارتی تعلقات استوار کر رہے ہیں وہی اصل میں ان کا ازلی اور ابدی دشمن ہے جس کے ہاتھوں ان کی تباہی اور بربادی کا ذکر نبی آخر الزماں ﷺ کی احادیث مبارکہ میں ملتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد مرحومؒ کئی دفعہ اپنے خطابات میں انہی احادیث کی روشنی میں امت مسلمہ کو قرب قیامت کے حالات و واقعات سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اسی طرح کی ایک کاوش ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: احادیث میں جو خبریں ہیں ان کے مطابق عربوں سے بہت سارے علاقے چھن جائیں گے، یہ عراق، اردن، شام، یہاں تک کہ ترکی کا جنوب مشرقی اور سعودی عرب کا شمالی حصہ بھی چھن جائے گا۔ البتہ یہود کا مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا خواب اللہ تعالیٰ پورا نہ ہونے دے گا۔ یہ سب کچھ ہونے والا ہے۔ حضور ﷺ کی ایک حدیث کے مطابق ایک شخص کے ایک ہزار بیٹے ہوں گے تو 999 ختم ہو جائیں گے۔ اتنی بڑی جنگ اور اتنی خونریزی ہو گی۔ پوری زمین لاشوں سے اٹ جائے گی کہ کوئی پرندہ زمین پر اُترنا چاہے لیکن اسے اُترنے کی جگہ نہیں ملے گی۔ یہاں تک کہ وہ تھک ہار کر جب گرے گا تو لاش پر گرے گا۔ یہ وقت آنا ہے، چاہے یہود کے ہاتھوں آئے یا یہود کے آلہ کار جو بنے ہوئے ہیں ان کے ہاتھوں آئے۔ میرے نزدیک اس ملعون قوم کو اسی کام کے لیے باقی رکھا گیا ہے۔ اسی لیے اسے موقع دیا گیا، تقریباً دو ہزار سال بعد یہ آ کر یہاں آباد ہو گئے ہیں۔ یہ سارا کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ ان کو یہ استثنیٰ کیوں دیا گیا۔ یہ بڑی تلخ حقیقت ہے۔ یاد کر لیجیے۔ قوم نوحؑ، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیبؑ کو ہلاک کیا گیا، سدوم اور عمورہ کی بستیاں تباہ کر دی گئیں۔ آلِ فرعون کو ہلاک کیا گیا۔ بنی اسرائیل کو کیوں چھوڑ دیا گیا۔ یوں سمجھیے کہ اس پورے معاملے کو درمیان میں سے ایک وقفہ دے دیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھا لیا گیا اور وہ دوبارہ آئیں گے۔ یہ کیوں کیا گیا؟ اب اس حوالے سے میں بڑی تلخ بات کہہ رہا ہوں، اس کو قبول کرنا آپ کے لیے آسان نہیں ہے۔ اس قوم کو زندہ رکھا گیا ہے جو ملعون اور مغضوب علیہم قوم ہے۔ سب مفسرین سورہ فاتحہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ضالین نصاریٰ ہیں اور مغضوب علیہم یہ یہودی ہیں اور قرآن کہتا ہے:

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ﴾ (المائدۃ:78)

"لعنت کی گئی ان لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں سے داؤدؑ کی زبان سے اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے بھی۔"

اب ایک ملعون اور مغضوب قوم کے ہاتھوں آخری امت (امت محمد ﷺ) اور اس کا بھی جو بہترین حصہ ہے، خاص طور پر عربوں پر عذاب ان یہودیوں کے ہاتھوں آئے گا۔ اس لیے ان کو بچایا گیا۔ یہ میں نے کئی دفعہ واقعہ سنایا۔ مولانا اصلاحی صاحب بتایا کرتے تھے کہ بھارت کی ریاست یوپی میں ایک روایت تھی کہ اگر کوئی بڑی گری ہوئی حرکت کرتا تھا تو اس کے سر پر چمار کے ہاتھوں جوتا لگوایا جاتا تھا۔ جس کو آپ انگریزی میں کہتے ہیں: To add insult to injury وہ تکلیف بھی ہے جوتا کھانے کی اور ذلت بھی ہے کہ چمار مار رہا ہے۔ اُمت مسلمہ خیر امت ہے۔ فرمایا: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (آل عمران:110) "تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے۔"

اس کے لیے عذاب بھی بدترین آئے گا اور خاص طور پر اس کا جو مرکز ہے (عرب) جس کے بارے میں حضور ﷺ کی حدیث موجود ہے ((ویل للعرب)) عرب کے لیے بہت بڑی ہلاکت ہے اور آج نظر آ رہا ہے کہ وہ ملعون اور مغضوب علیہم قوم ان کے سینے کے اندر خنجر کی طرح گھونپی گئی ہے اور تیس کروڑ کے قریب عرب بے حمیتی، بے غیرتی، بزدلی، کمزوری، ذلت، مسکنت کی مثال بنے ہوئے ہیں۔ جبکہ یہود صرف تیس پینتیس لاکھ اسرائیل میں ہیں لیکن کوئی ان کے خلاف بول سکتا ہے؟ اس سے زیادہ (پچاس لاکھ کے قریب) تو امریکہ میں ہیں، کل سوا کروڑ آبادی ہے یہود کی دنیا میں لیکن دیکھیے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ جب چاہا عراق کے ایٹمی انسٹالیشن کو تباہ کر دیا اور سعودی عرب کی فضا میں ان کے جہازوں کی ریفیولنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کوڑا ان مسلمانوں کے لیے رکھا ہوا ہے کہ

جن کے رتبے ہیں سوا، ان کی سوا مشکل ہے

جتنا اونچا مقام اللہ نے عربوں کو دیا، ان میں حضور ﷺ کو اٹھایا، ان کی زبان میں اپنا آخری کلام نازل کیا تو ان کی ذمہ داری بہت بڑی ہے۔ یہ وجہ میرے نزدیک ہے۔ واللہ اعلم!

میزبان: پچاس سال پہلے ارض فلسطین کا جو نقشہ تھا اس کا دور حاضر کے نقشہ سے موازنہ کریں تو اسرائیلی جارحیت اور ناجائز قبضے کی داستان آسانی سے سمجھ آ جاتی ہے۔ یہود سال ہا سال سے ظلم سے مسلمانوں کی نسل کشی اور گریٹر اسرائیل کے قیام کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ غزہ پر ڈھائی جانے والی حالیہ قیامت میں تو پورا عالم کفر چاہے وہ امریکہ ہو برطانیہ ہو یا یورپی ممالک ہوں، سب کے سب اسی ظالم اور جابر کے ساتھ کھڑے ہیں اور دوسری طرف پورا عالم اسلام ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کی عملی تصویر بنا ہوا ہے۔ ہماری کم ہمتی اور بزدلی کی انتہا یہ ہے کہ مسلمانوں کے ازلی دشمن کے خلاف کوئی عملی اقدام اٹھانا تو بہت دور کی بات ہے واضح اور دوٹوک انداز میں اس کی مذمت بھی نہیں کر پا رہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد مرحومؒ مسلمانوں کی یہی حالت زار بیان کرتے ہوئے انتہائی افسردہ ہو جایا کرتے تھے۔ اسی کیفیت پر مبنی ان کا ایک بیان ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: آج دیکھیے دنیا میں جہاں خون بہتا ہے مسلمان کا بہتا ہے۔ پچاس سال سے زیادہ ہو گئے کہ فلسطین میں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے، تیس سال کے قریب ہونے کو آئے کہ کشمیر میں خون بہہ رہا ہے، روزانہ

اخبارات میں لکھا ہوتا ہے، آج اتنے شہید ہو گئے، ٹی وی پر مناظر بھی دیکھتے ہیں۔ خون اگر گرا ہے تو بوسنیا میں مسلمانوں کا، کوسوو میں گرا ہے تو مسلمانوں کا، چیچنیا میں گرا ہے تو مسلمانوں کا۔ صومالیہ، فلپائن، اب تو تھائی لینڈ میں بھی شروع ہو گیا۔ جہاں دیکھو مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے۔ وہ جو کسی نے کہا تھا۔

ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو

فلسطین میں بلڈوزر آ رہے ہیں، محلے کے محلے مسلمانوں کے مسمار ہو رہے ہیں۔ کم ہمتی اور بزدلی کا عالم یہ ہے کہ ہم کھڑے ہو کر یہ کہہ نہیں سکتے کہ: Enough is Enough تم نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا ہے، اب ہم آ رہے ہیں میدان میں مقابلہ کریں گے۔ اس طرح بھیڑ بکریوں کی طرح ماریں نہیں کھائیں گے۔ کسی مسلم ملک میں طاقت نہیں کہ یہ کہہ دے۔ ہاں البتہ انفرادی سطح پر کچھ بے چارے مسلمان اپنی جانیں دے کر آٹھ دس ظالموں کو اُڑا لیتے ہیں اور بس کیا!

میزبان: ناظرین! End of Time کے حوالے سے شاعر مشرق حضرت علامہ اقبالؒ کے بعض اشعار احادیث مبارکہ میں بیان کردہ حقائق کا خلاصہ معلوم ہوتے ہیں۔ مرحوم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو حضرت علامہ کے یہ اشعار بہت پسند تھے، وہ اپنے خطابات میں اکثر ایک وجد کی سی کیفیت میں یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

ڈاکٹر اسرار احمد:

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغام سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

اس نظم کا آخری شعر ہے:

شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
اور یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

لا الہ الا اللہ

﴿اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾

یہ اس پورے روئے ارضی کے اوپر ہو کر رہے گا لیکن اس کا طریقہ کیا ہے؟ پہلے کسی ایک ملک میں اسلام نافذ کرو، پھر وہ گلوبلائز ہو جائے گا۔ آج کی دنیا گلوبلائزیشن کی طرف تو خود ہی جا رہی ہے یا باطل گلوبلائز ہو رہا ہے یا حق گلوبلائز ہوگا۔ اب دنیا میں محدود سرحدوں (نیشن سٹیٹ) کے اندر رہنے کا مسئلہ ختم ہو چکا ہے۔ یہ لکیریں رہ جائیں گی، ملٹی نیشنلز کی حکومت ہوگی اور گلوبلائزیشن کے بعد دنیا ایک گلوبل ولیج بن جائے گی۔

میزبان: ناظرین یقیناً یہ چمن نغمہ توحید سے معمور ہوگا اور ان شاء اللہ ہوگا۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے گلوبلائزیشن کی بات کی ہے اور آج دنیا واقعی global village بن چکی ہے۔ قرآن پاک کی آیات اور نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات اٹل حقیقت ہے اور پورے یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر اسلام غالب ہو کر رہے گا۔ اس ضمن میں قرآن و حدیث سے کوئی reference درکار ہو تو ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد: قرآن مجید میں تین دفعہ اللہ کے آخری رسول ﷺ کی بعثت کا مقصد بیان ہوا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (الصف:9) ”وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظام زندگی پر۔“ یعنی غلبہ دین حق ہو کر رہے گا۔ پھر یہ کہ حضور ﷺ کو پوری نوع انسانی کے لیے بھیجا گیا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (سبا:28) ”اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپؐ کو مگر تمام بنی نوع انسانی کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر۔“

آپ ﷺ کا مقصد بعثت پورا اسی وقت ہوگا جب پوری دنیا پر اللہ کا دین قائم ہو جائے اور یہ ہو کر رہے گا۔ ہو نہیں سکتا کہ حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد پورا نہ ہو اور دنیا ختم ہو جائے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ:

”اللہ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا یا سکیڑ دیا تو میں نے اس کے سارے مشرق اور سارے مغرب دیکھ لیے اور میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھائے۔“ ٹھیک ہے درمیان میں کچھ مایوسی کے دور آنے ہیں جیسے اولین دور میں آئے۔ مکہ میں مسلمانوں پر جو بیتی، اُحد میں جو بیتی لیکن بالآخر اسلام عرب میں غالب ہو کر رہا۔ اسی طرح اس اُمت کے ساتھ ابھی بہت کچھ ہونا ہے۔ divine punishment کا معاملہ ہوگا لیکن آخر میں اسلام غالب ہوگا۔

میزبان: یہ بات طے ہو گئی ہے کہ دنیا کا مستقبل اسلام سے وابستہ ہے اور یہ اٹل حقیقت ہے کہ قیامت سے قبل global level پر اسلام قائم اور غالب ہو کر رہے گا لیکن اس سے قبل حق و باطل کا ایک عظیم معرکہ بھی ہوگا۔ جسے آرمیگاڈان یا الملحمۃ العظمیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ حق و باطل کے اس آخری معرکے میں پاکستان کا کردار کیا ہوگا۔ موجودہ اور آنے والے حالات کی ایک جھلک اور ان حالات کے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اس حوالے سے ڈاکٹر صاحبؒ کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد: پاکستان کی ایک destiny ہے، ایک تقدیر مبرم ہے کہ کفر اور اسلام کے مابین جو آخری معرکہ ہونا ہے اس میں پاکستان کو crucial role play کرنا ہے۔ آخری جنگ (الملحمۃ العظمیٰ یا آرمیگاڈان) مڈل ایسٹ میں ہی ہوگی۔ یہ بڑی عظیم جنگ ہونی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک مشرقی ملک سے فوجیں جائیں گی اور عرب میں حضرت مہدی کی حکومت قائم کریں گی اور خراسان سے سیاہ علم لے کر فوجیں نکلیں گی جو حضرت مسیحؑ کے ساتھ کھڑی ہوں گی اور یروشلم واپس لیں گی۔ حضور ﷺ کے زمانے میں جو ایک بڑا ملک خراسان تھا اس کا دل افغانستان اور پاکستان کا شمالی حصہ ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنی ایٹمی صلاحیت کی حفاظت ہر قیمت پر کرنی ہے، پاکستان داؤ پر لگتا ہے تو لگ جائے بچانے والا اللہ ہے لیکن یہ کہ کم سے کم ہماری جو ایٹمی صلاحیت ہے، جو امانت ہے ہمارے پاس پوری امت مسلمہ کی اس کو کوئی گزند نہیں پہنچنے دینا۔

میزبان: علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے۔ اس دعا کے ساتھ آج کے پروگرام کا اختتام کرتے ہیں کہ یا الٰہی ہمیں پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کی توفیق اور ہمت عطا فرما اور حضرت مہدی کی مدد کے لیے خراسان سے نکلنے والے قافلے کا ہم سفر بنا دے۔ بقول شاعر:

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

❀❀❀

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

توسپرد ہے اسی ذات کے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

'اس کے ہاں گیارہویں بچے کی ولادت متوقع تھی۔' سعودی عرب میں مقیم لیڈی ڈاکٹر نے بتایا کہ اس پر جب ماں کو اس نے متوجہ کیا کہ ماشاء اللہ اتنے بچے؟ وہ فلسطینی ماں تھی، ناراض ہو کر بولی: تم مسلمان ہو؟ کیا تم نہیں جانتی کہ اقصیٰ کو بیٹوں کی ضرورت ہے! 'حماس' کے بانی شیخ احمد یاسین کے بھی گیارہ بچے تھے۔ 'العربیہ' کے مطابق مارچ 2017ء میں غزہ کی مقدس ماں، آخری مرتبہ 5 بچوں کی پیدائش پر 69 بچوں کی ماں ہونے کا منفرد اعزاز لے کر شہادت کے مرتبے پر فائز ہوگئی۔ اللہ سے اسی طرح بیک وقت کئی کئی بچوں سے نوازتا رہا اسرائیل کے سینے پر مونگ دلنے کو! اس وقت بھی غزہ میں 50 ہزار حاملہ مائیں ہیں! اللہ سلامتی سے نوازے۔ (آمین)

کئی سال پہلے سنا یہ جملہ بار بار حقیقت بن کر سامنے آیا، اسرائیل کے مسلسل ہوتے رہنے والے حملوں پر۔ قدس میں مسجد اقصیٰ کو ڈھانے، گرانے کے ہر واقعے میں۔ وہ رات یاد آتی ہے جب مسجد اقصیٰ پر حملہ متوقع تھا۔ پوری رات اقصیٰ کے جوان، مضبوط، پرعزیمت بیٹوں نے اقصیٰ پر پہرہ دیا۔ امت نے تو صرف تصاویر دیکھنے پر اکتفا کیا۔ ان بیٹوں نے نسل در نسل اپنے خون سے سرزمین قدس کی آبیاری کی ہے۔ یہ ہر فلسطینی گھر کی کہانی ہے۔ ہر ماں بچے یوں پالتی ہے کہ: ترے دشمنوں کا زوال ہو، ترے دین میں نہ کمی رہے...... اسی جوش میں اسی خوف سے، میں یہ ہڈیاں بھی گھلا چکی، میں لہو تک اپنا جلا چکی، تو چلا ہے راہِ جہاد میں، کہ ملیں گے اب کے معاد میں،...... سبھی رنج اپنے بھلا چکی، مرے رب کی راہ میں تو چلا، ترے ساتھ ساتھ مری دعا، کہ ملے تجھے رب کی رضا، تو سپرد ہے اسی ذات کے! اور پھر وہ بیٹا، قدس رو چل پڑا۔ یہاں مقاصدِ زندگی کچھ اور ہیں۔ دنیا پرستی اور غلبۂ عقل اور تعلیم کے تیزاب سے موم کی گئی اٹھان اسے سمجھنے سے قاصر ہے! جواب بیٹے سے سن لیجیے۔ (بہت فرق ہے عازمِ یورپ امریکا ہونے والے بیٹوں اور آج فلسطین میں جانیں لٹانے والوں میں)۔ 'یہی سوچتا، میں نکل پڑا...... ترے پاؤں میں ہیں جو جنتیں، تو انہی کے قفل کو کھولنے، میں شفاعتوں کی حرص لیے، ترے واسطے، اسی راستے پہ میں چل پڑا!' سو ماؤں کے گیارہ گیارہ بچے شفاعتوں کی حرص لیے کٹ مرنے اٹھ کھڑے ہوں تو وہ پوری دنیا ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔

فلسطین کا ہر بچہ اس وقت پوری دنیا کو اپنے بے مثل جذبے، ماؤں کی حیران کن تربیت سے، یہ اسلام کا ایسا خوبصورت چہرہ دکھا رہا ہے کہ پیاسے لوگ قرآن اٹھا رہے ہیں۔ اسلام کی اس مبہوت کن دعوت پر لپک رہے ہیں۔ لبیک کہہ رہے ہیں۔ یہ ایک بمشکل 8 سال کا بچہ، اپنے سے کچھ بڑے شہادت کی دہلیز پر کھڑے بھائی کے سرہانے کلمہ پڑھے جا رہا ہے۔ اسے غم ہے تو صرف یہ کہ بھائی کلمہ پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو۔ وہ ننھی بچی جو اپنی حقیری سی جمع پونجی کی وصیت کر رہی ہے کہ اس 'وراثت' کو اس طرح تقسیم کر دینا۔ احکامِ شریعت کا علم، رخصت ہونے سے پہلے اس پر عمل امت کے بڑے بڑے ڈگری یافتگان کو آئینہ دکھا رہا ہے۔ وہ زخم زخم بچہ جو جانے سے پہلے حدیث کی تصدیق کرتے ہوئے کہ شہادت کے وقت چیونٹی کاٹنے کے برابر تکلیف ہوتی ہے، کہہ رہا ہے مجھے درد نہیں ہو رہی! ہمیں زبانِ حال سے کہہ رہا ہے: یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے! گمانوں کے لشکروں کے مقابل یقیں کا ثبات درکار ہوتا ہے، جس سے ہم محروم ہیں اور فلسطین ساڑھے تین ہفتوں سے لحہ لحہ ہمیں صبر و ثبات کے لازوال اسباق پڑھا رہا ہے۔ اقبال کی شاعری، (شہید 'دہشت گردی کی جنگ!')، احسن عزیزؒ کی شاعری میں مشک کی خوشبو اپنے خون سے بھر رہے ہیں۔ 'یہ بازو کم نہیں ہوں گے، نئی آنکھوں کی خاطر راستے مبہم نہیں ہوں گے! کئی قسامؒ، اور عزامؒ و ریشتی، کئی یحییٰ عیاشؒ ایسے بطل، اس اپنی امت کو میسر آ ہی جائیں گے!' یہ وہ نام ہیں جو کاغذ پر لکھے جاتے ہیں تو کاغذ مہک اٹھتا ہے ان کے تذکرے سے!

دھول اور دھوئیں، گرتی بلڈنگوں کے ملبے کے بیچ غزہ مہک رہا ہے شہداء کی خوشبو سے۔ اس دور کی جنگوں کے شہداء پر یہ خاص انعام ہے جو قبل ازیں افغانستان میں حق کی گواہی عین اسی خوشبو سے ثبت کرتا رہا، جس کے مناظر اس وقت سب دیکھ رہے ہیں۔ شہید کے سرہانے بیٹھا نوجوان حیران ہو ہو کر اس خوشبو کی گواہی دے رہا ہے۔ 'واللہ، شہداء سے مشک کی خوشبو پھوٹ رہی ہے۔ (مبارک ہو!) یا اھلِ فلسطین! کیا نفع بخش سودا کیا ہے!' جیسے عنوانات سے پوسٹ لگی ہے! قرآن اس سودے پر گواہ ہے (التوبہ) 'ربح البیع' نفع بخش سودے کی ندا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب رومی رضی اللہ عنہ کو دی تھی جب ہجرت کی خاطر سارا مال کفار کو دے کر خالی ہاتھ مدینہ داخل ہوئے تھے! قطرے برابر زندگی اور اس کے مال و متاع کو دنیا پرستوں کے منہ پر مار کر سمندروں سے وسیع تر لامنتہا جنت (آخرت) کا سودا ایمان والے ہی کر سکتے ہیں۔ کمال تو یہ ہے کہ دنیا کے کونے کونے تک یہ خوشبو، کوہِ گراں سی عزیمتیں وائرل ہو کر ہر باضمیر انسان کو نگاہ خیرہ کن سیرت و کردار کے مسلمان اور دہشت گرد سفاک ننتن یاہو کا حقیقی چہرہ دکھا رہی ہیں۔ اپنی قربانیوں سے پوری دنیا تک قرآن کی دعوت انہوں نے پہنچا دی۔ قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن، والی سرزمین جو حفاظ کی اور قرآن ہی پر جینے مرنے والوں کی سرزمین ہے۔ 'تاکہ ہر اس شخص کو خبردار کر دے جو زندہ ہو اور انکار کرنے والوں پر حجت قائم ہو جائے۔' (یٰسین:70)

کم عمر بچوں کی تلاوتیں اور برمحل خوبصورت دعائیں ایمان افروز ہیں۔ ہسپتال میں زخم کا تکلیف دہ منظر جس میں بچہ تلاوت کرتا صبر کر رہا ہے۔ غزہ میں ساری بمباریوں کے باوجود چہروں پر سکینت اور روشنی ہے خوف و ہراس نہیں! آج قرآن اور غزہ پوری دنیا پر حجت تمام کر رہا ہے۔ اس کے ننھے ننھے بچے، ان پر توڑے جانے والے مظالم کے ذریعے پوری دنیا کے انسانوں کو نتن یاہو کے پشت پناہ سبھی ظالم مغربی اور خاموش مسلم حکمرانوں کی اصلیت بھی دکھا رہے ہیں۔ ایک تقریباً ڈھائی تین سال کا

بچہ جو بمباریوں میں تنہا رہ گیا ہسپتال لایا گیا۔ نہیں سمجھ سکتا یہ سب کیا ہے۔ فطری خوف سے پھٹی پھٹی آنکھیں، کانپتے ہونٹ گنگ، لرزتا جسم، چہرہ وحشت سے ستا ہوا کس گود کا تھا، نہیں معلوم! ڈاکٹر اسے پیار سے تھپتھپا رہا ہے۔ محبت کا لمس اور گود پا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیتا ہے۔ ایسے بے شمار مناظر پوری دنیا میں مسلم وکافر کے فرق سے ماوراء ہر انسان کو اٹھا کر کھڑا کر رہے ہیں۔

میڈیا کے سحر، ہالی وڈ کی فلموں، میکڈونلڈ کے برگروں، زندگی کی راحتوں، عیش وطرب سے نکل کر وہ سب ایک نئی، عجب سحر انگیز دنیا دریافت کر بیٹھے ہیں! مغربیوں کے رنج والم میں ڈوبے، چھوٹے چھوٹے کلپ آپ کو حیران کر دیتے ہیں۔ سب ہری نیلی آنکھوں والے گورے مغربی مرد وزن! کوئی ہچکیوں کے بیچ ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے الفاظ میں درد میں ڈوبی محبت فلسطینیوں پر نچھاور کر رہا ہے۔ راتوں کی نیند ان کے لیے حرام ہو جانے کے تذکرے ہیں۔ بائیڈن، سوناک (برطانوی وزیر اعظم)، سبھی پشت پناہوں پر غیظ وغضب کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ ایک برطانوی گورا، بی بی سی کے لتے لے رہا ہے۔ 'ہمارے ترجمان مت بنو۔ ہم ہرگز اس کی تائید نہیں کرتے جو اس وقت جاری ساری ہے'۔ شدید لہجے میں 'اپنی بکواس بند کرو' کی پکار ہے۔ نیتن یاہو اور اسرائیل کو جنگی مجرم ٹھہرا رہے ہیں۔ 'اگر اس وقت بھی کوئی ان کا ساتھ دے رہا ہے تو وہ خود قتل عام کا مجرم، مخبوط الحواس، پاگل ہے۔'

روتی ہوئی عورت کہتی ہے۔ 'اس وقت آپ کس طرح اپنے 'لنچ' (کھانے) کی تصویریں سوشل میڈیا پر پوسٹ کر رہے ہیں؟ آپ نے غزہ کے قتل عام کے بارے کچھ بھی نہ کہا؟ شکر ہے ان مغربیوں نے پاکستان کے نوجوانوں کا کرکٹ میں انہماک اور ہارنے پر تلملاہٹ، بیزاری بھرا عظیم غم نہیں دیکھا۔ (یہ غزہ کے بچوں سے عین متضاد، کرکٹ کی گھٹی دے کر پالے گئے ہیں۔) آپ نے یہاں خونچکاں غزہ بھلا کر، شادی بیاہ برتھ ڈے ہلے گلے نہیں دیکھے! وہاں مرد رو رہا ہے۔ 'ہم کیا کریں اسے کیسے روکیں...... یہ سب دیکھتے ہوئے میں کتنا شرمسار ہوں'! اور راقمہ کیا لکھے! کہ مسلمانوں کی بے حسی، بے اعتنائی، 'حماس' پر تنقید، اور خبریں دیکھنے سے منہ موڑنے کا رویہ! (ان کی راحت میں خلل اندازی ہوتی ہے!) اس پر ہم کتنے شرمسار ہیں!

ادھر آئرلینڈ کا ممبر پارلیمنٹ غضبناک ہو کر بائیڈن اور اس کی اسرائیل نوازی پر برس رہا ہے۔ اسرائیلی سفیر کو نکال باہر کرنے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اور ایک لڑکی غزہ والوں کی حیران کن عزیمت سے متاثر ہو کر قرآن خرید کر پڑھنے اور اس کے حوالے دے دے کر دنیا کو اپنا نہایت مثبت تبصرہ سنا رہی ہے! ادھر ہم سودی قرضوں بھری معیشت سے اللہ کو ناراض کیے بیٹھے ہیں۔ آئرش پارلیمان آزاد ہے جو جی چاہے کہے۔ ہم کرسیاں سیٹ کر کے اپنے بڑوں، بن سلمان، بن زید، بکنگھم پیلس اور بائیڈن سے پوچھ کر اسے اسلامی چھینٹا دے کر موقف بیان کر دیں گے۔ 20 سال افغانستان میں خون کی دھار دیکھتے رہے۔ اب ہم تیل اور تیل کی دھار دیکھ رہے ہیں۔ ہماری مجبوری ہے۔ خون کی سرخی سے دل گھبراتا ہے!

یہ سوال تو سبھی سے ہے: اس ذاتِ حق سے یہ بھلا کیسی محبت ہے، ...... نہ لبوں میں سلگتی ہے، کلیجے منہ کو لاتی ہے نہ فاقوں ہی ستاتی ہے، نہ خاک آلود کرتی اور نہ کانٹوں پر چلاتی ہے، نہ یہ مجنوں بناتی ہے، حرا تک لے بھی جائے، قدس سے نظریں چراتی ہے...... تو پھر آخر ہمیں، اس ذاتِ حق سے یہ بھلا کیسی محبت ہے!

❀❀❀

گوشۂ انسدادِ سود

(گزشتہ سے پیوستہ)

وکلاء کے اس گروپ نے تمام کیس کا جائزہ لے کر یہ رائے قائم کی کہ 1999ء کا فیصلہ بحال کرانا بوجوہ آسان نہ ہوگا' بلکہ اس کے بجائے اس معاملے کو آئین کی دفعہ 38-F کے تحت اٹھانا یا پیش کرنا زیادہ موزوں رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے 30 مارچ 2015ء کو یہ کیس انہی بنیادوں پر تیار کیا اور اسے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کی طرف سے ایک Constitution Petition بمقابلہ فیڈریشن آف پاکستان بعنوان Petition under article 184(3) of the Constitution of Pakistan تیار کیا اور سپریم کورٹ میں داخل کروا دیا۔ اس Constitution Petition میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ:

> *" In view of the above, it is therefore, respectfully prayed that this Hon'ble Court may graciously be pleased to issue direction to the respondents to implement Article 38-F of the constitution to eliminate " Riba" as early as possible to save this country from the wrath of Almighty Allah."*

مورخہ 9 مئی 2015ء رجسٹرار آفس سے یہ جواب موصول ہوا کہ متعدد وجوہات کی بنا پر یہ درخواست مسترد کر دی گئی ہے 'لہٰذا یہ قابل سماعت نہیں۔

چونکہ بیان کردہ وجوہات نامعقول اور غیر آئینی تھیں لہٰذا 23 مئی 2015ء کو ایک Civil Miscellaneous اپیل داخل کی گئی جس میں یہ تقاضا کیا گیا تھا کہ رجسٹرار آفس اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ کسی ایسی آئینی پٹیشن کو رد کر سکے جس میں بنیادی حقوق کا معاملہ پیش نظر ہو۔ لہٰذا یہ درخواست کی گئی کہ رجسٹرار آفس کی طرف سے عائد کردہ اعتراضات مسترد کرتے ہوئے ہماری پٹیشن کو کورٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 552 دن گزر چکے!

حقیقتِ فتنۂ دجال

قسط (2)

رفیق چودھری

اب دیکھیے یہاں بائبل سے کچھ واقعات کے حوالے دے کر نتائج نکالے جا رہے ہیں۔ مثلاً پہلے حوالے میں شمعون پطرس (حضرت عیسیٰؑ کا خدمتگار) آسمان سے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ایک غیبی آواز سنتا ہے۔ اس سے دی گارڈین یہ نتیجہ نکال رہا ہے کہ سپر نیچرل کا دائرہ ایک ایسا دائرہ ہے جہاں خدا ہم سے بات کرتا ہے۔ دوسرے دو حوالہ جات میں سے پہلے میں حضرت یعقوبؑ کا سامنا ایک فرشتے سے ہوتا ہے، دوسرے میں مسیح کے حواری پطرس کو ایک فرشتہ جیل سے آزاد کرا دیتا ہے۔ اس سے دی گارڈین یہ نتیجہ نکال رہا ہے کہ سپر نیچرل کا دائرہ ایک ایسا دائرہ ہے جہاں ناممکن ممکن ہو جاتا ہے۔ تیسرے حوالے میں کائنات کے عدم وجود سے وجود میں آنے کا ذکر ہے جس سے دی گارڈین یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ سپر نیچرل کا دائرہ ایسا دائرہ ہے جہاں چیزیں عدم وجود سے وجود میں آتی ہیں۔

قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ پہلی کتابوں (تورات، زبور، انجیل) میں لوگوں نے ملاوٹ اور تبدیلی کر دی ہے۔ ان مسخ شدہ صحائف کے مجموعہ (بائبل) سے ہی اگر کوئی مثالیں دے کر یہ ثابت کرتا ہے کہ ایک ایسا Realm موجود ہے جہاں معجزات ہوتے ہیں، جہاں ناممکن ممکن ہو جاتا ہے، جہاں چیزیں عدم وجود سے وجود میں آسکتی ہیں، جہاں مافوق الفطرت مظاہر اور واقعات جنم لے سکتے ہیں، جو سائنسی تفہیم سے بھی بالاتر ہوتے ہیں تو اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور نہ ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ فطرت، قوانین فطرت، طبیعیات (Physics)، مابعد الطبیعیات (Metaphysics) سمیت پوری کائنات اور اس کی ہر چیز کو بنانے والا ہے۔ اس لحاظ سے حقیقی معنوں میں Supernatural اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی قدرت ہے جو نہ صرف کسی بھی سائنسی تفہیم اور فطرت کے قوانین سے بالاتر ہے بلکہ وہ جب چاہے ان قوانین کو بدل بھی سکتا ہے۔ مثال کے طور پر وہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، چاہے تو مغرب سے نکال لائے، اس کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے:

﴿وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾﴾ (البقرہ) ”اور جب وہ کسی معاملے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے بس یہی کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔“

اُسے تو کسی قانون کی بھی ضرورت نہیں ہے وہ جب چاہے پہاڑ سے زندہ اونٹ نکال سکتا ہے، سمندر میں سے راستہ نکال کر موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کو پار لگا سکتا ہے، چاند کو دو ٹکڑے کر کے صحیح سلامت جوڑ سکتا ہے، ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں زندہ رکھ سکتا ہے۔ وہ عرب کے صحرا نشینوں کے پاؤں تلے رومن ایمپائر اور فارس کو روند سکتا ہے۔ کھلے میدان میں بے سروسامان 313 کو 1000 کے مسلح لشکر پر غالب کر سکتا ہے۔ وہ عرب جن کو دنیا اُمّی (ان پڑھ) کہتی تھی اُن کو پوری دنیا کا امام اور حکمران بنا سکتا ہے، یہاں تک کہ یورپ کی سائنسی ترقی انہی عربوں کی قرطبہ اور بغداد کی یونیورسٹیوں سے حاصل علم کی مرہونِ منت ہے...... لہٰذا یہاں سپر نیچرل سے مُراد اگر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور Realm of Supernatural سے مراد اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں اور نہ کوئی فتنہ کی بات ہے...... لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ مغرب کے اماموں کی طرف سے Supernatural کی جو تشریح اور تشہیر کی جا رہی ہے اس کا مقصود کوئی اور ہی نظام اور اس کے جھوٹے معبودوں کو خدا باور کروانا ہے۔ جیسا کہ آکسفورڈ ڈکشنری میں ہی بطور اسم سپر نیچرل کی تعریف یوں درج ہے:

The supernatural noun (singular) events, forces or powers that cannot be explained by the laws of science and that seem to involve gods or magic

”مافوق الفطرت اسم (واحد) واقعات، قوتیں یا طاقتیں جن کی وضاحت سائنس کے قوانین سے نہیں کی جاسکتی اور ایسا لگتا ہے کہ اس میں ”دیوتا“ یا جادو شامل ہیں“۔

یہاں لفظ gods اور magic سے بہت کچھ واضح ہو رہا ہے جس کی تفصیل آگے چل کر قارئین کے سامنے آجائے گی لیکن اس سے پہلے ذرا زمینی حقائق پر نظر دوڑائیے اور دیکھیے کہ اللہ کے نظام کی تو ہر سطح پر مخالفت کو عام کیا جا رہا ہے۔ اس کے پیغمبروں اور اس کی کتابوں کی توہین کی جا رہی ہے۔ اس کے نظام کی بات کرنے والوں کو دہشت گرد تنظیمیں بنا کر بدنام کیا جا رہا ہے، انہیں بنیاد پرست، انتہا پسند اور معلوم نہیں کیا کچھ قرار دے کر دنیا میں ان کا گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا میں واحد اسلامی حکومت افغانستان میں قائم ہوئی تو اس کو ختم کرنے کے لیے پوری دنیا کی طاقتیں اکٹھی ہو کر ٹوٹ پڑیں۔ دوبارہ قائم ہونے پر دنیا کا کوئی بھی ملک اُسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔ باقی دنیا میں بھی اگرچہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج پر کوئی پابندی نہیں ہے لیکن اجتماعی سطح پر اسلام کے نظام کی بات کرنا جرم بن چکا ہے۔ کیوں؟۔ اس لیے کہ نیو ورلڈ آرڈر کے طور پر جو نظام (دین) دنیا پر مسلط کیا جا رہا ہے اس کے مقابلے میں کوئی اور نظام (دین) دجالی قوتوں کو قابل قبول نہیں ہے۔ اسی لیے اللہ کے سچے دین کی ہر سطح پر مخالفت کی جا رہی ہے اور اس کے مقابلے میں دجالی نظام اور اس کے جھوٹے خداؤں (دجالوں اور ابلیس کے پیروکاروں) کو سپر نیچرل کے طور پر مشہور کیا جا رہا ہے لیکن دنیا کو فریب دینے اور اپنے دجل کو چھپانے کے لیے بظاہر لفظ God کو بطور لیبل استعمال کیا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر Merriam Webster ڈکشنری میں بطور صفت Supemtural کا مطلب دیکھیے:

الف:

"of or relating to an order of existence beyond the visible observable universe, especially : of or relating to God or a god, demigod, spirit, or devil."

”نظر آنے والی قابل مشاہدہ کائنات سے ماورا وجود کے آرڈر کا یا اس سے متعلق، بالخصوص: خدا، دیوتا، نقلی خدا، روح یا شیطان کا اس سے متعلقہ۔“

ب:

"departing from what is usual or normal especially so as to appear to transcend the laws of nature."

”معمول یا عام سے ہٹ کر، بالخصوص: جو فطرت کے قوانین سے بالاتر دکھائی دے۔“

ج:

attributed to an invisible agent (such as a ghost or spirit).

''کسی غیر مرئی ایجنٹ سے منسوب (جیسے بھوت یا روح)

اگر اللہ پر آپ کا یقین پختہ ہے تو پھر ساتھ دیوتاؤں، demigods، روحوں، حتیٰ کہ شیطان کو بھی کیوں شریک کیا جارہا ہے؟ بلکہ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ دجالی دین میں God کا لفظ محض دکھاوے اور لوگوں کو لبھانے کے لیے استعمال ہو رہا ہے لیکن اصل میں دجالی دین کے ذریعے لوگوں کو دجالوں اور شیاطین کے فریب میں گرفتار کیا جارہا ہے۔ چنانچہ آپ ہالی وڈ کی فلموں کا جائزہ لیں تو ان میں بیٹ مین، آئرن مین، سپر ہیرو اور سپر پاور کے طور پر جن کرداروں کا تصور Supernatural کے طور پر لوگوں کے ذہنوں میں بٹھایا جارہا ہے ان سے مراد کوئی اور ہی ہستیاں ہیں جن کا اللہ کے سچے دین اور اس کی کتابوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ''سپر نیچرل'' کے نام سے مشہور امریکن ڈرامہ سیریز 2005ء سے لے کر 2020ء تک مسلسل اور متواتر چلتی رہی۔ اس میں سپر نیچرل کے طور پر جن ''ہستیوں'' اور ان کے جس ''نظام'' کو دکھایا گیا اور مسلسل 15 سال تک اس ڈرامہ سیریز کے ذریعے امریکن عوام اور دنیا بھر کے ناظرین کے ذہنوں میں جو تصور بٹھایا گیا اس سے بالکل واضح ہے کہ لشکر ابلیس انسانوں کو مسائل کے حل اور نجات کے نام پر کس نظام کے تحت لے جانا چاہتا ہے۔ آج بچوں کو دکھائے جانے والے کارٹونز میں ''سپر نیچرل'' کے طور پر ایسے کرداروں کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے جو جادوئی طاقتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ گویا وہ آناً فاناً ناممکن کو ممکن کر دکھاتے ہیں، جو ہر ناحل مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح دنیا بھر کے ڈراما سیریلز، فلموں، ناولوں میں اکثر ایسے کرداروں کو مسیحا اور نجات دہندہ کو متعارف کروایا جارہا ہے جو سپر نیچرل قوتوں اور صلاحیتوں کے مالک ہوں۔

قارئین! نوٹ کیجیے کہ دعوے روحانیت کے کیے جاتے ہیں، مثالیں اور حوالے بائبل اور قرآن سے دیے جاتے ہیں، اس کے لیے نہایت پرکشش اصطلاح Supernatural وضع کی جاتی ہے لیکن اس خوبصورت ٹائٹل (لیبل) کی آڑ میں انسانیت کے ساتھ کھیل کیا کھیلا جارہا ہے؟ آئندہ شمارے میں ہم ان شاء اللہ اس حوالے سے مزید جانیں گے اور یہ بھی دیکھیں گے کہ قرآن اس کھیل کو کیسے بے نقاب کرتا ہے۔ (جاری ہے)

اٹھو! مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے لیے اٹھو

اشفاق اللہ جان ڈاگیوال

غزہ پر صہیونی ریاست کے جبر و استبداد اور درندگی کے واقعات نہ تھم پائے، عالمی دہشت گرد ریاست اسرائیل کو بین الاقوامی سفارتی کوششیں بھی فلسطینیوں کے خون سے ہاتھ رنگنے سے نہ روک سکیں۔ دو عشروں سے اس نے نہتے شہریوں پر فائرنگ اور گولہ باری کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے اور اب تک پانچ ہزار سے زائد فلسطینی صہیونی دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں جب کہ بچوں اور خواتین سمیت 15 ہزار سے زیادہ زخمی ہیں۔

صہیونی افواج نے غزہ کے سب سے بڑے القدس اسپتال کو بھی بمباری کا نشانہ بنایا اور ایک ہی رات میں پانچ سو سے زائد فلسطینیوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ اس حملے کے گزشتہ روز القدس اسپتال کے آس پاس کے علاقوں میں اسرائیلی طیاروں نے شدید بمباری کی۔ بموں کے ٹکڑے وہاں موجود لوگوں کو بھی لگے جس سے مریضوں اور پناہ گزینوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔

اسرائیلی طیاروں نے خان یونس کے ایک اسکول میں بھی بم گرائے جہاں اقوام متحدہ کے زیر انتظام کیمپ میں سینکڑوں فلسطینی پناہ گزین موجود تھے۔ ان میں سے متعدد شہید اور زخمی ہوئے۔ غزہ میں اسرائیلی بمباری سے پانچ ہزار سے زائد عمارتیں اور بیس ہزار سے زائد گھر تباہ کیے جا چکے ہیں۔ جو فلسطینی مصر کی سرحد کی طرف پناہ کی تلاش میں جاتے ہیں اسرائیلی فوج ان پر بھی گولے برساتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اسرائیل کے ان جنگی جرائم کے خلاف پوری دنیا کھڑی ہو جاتی لیکن سامراجی طاقتیں اسرائیل کے دفاع اور پشت پناہی کے لیے کھڑی نظر آ رہی ہیں۔ امریکا نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں پیش کی گئی جنگ بندی کی قرارداد کو ایک بار پھر ویٹو کر دیا ہے۔

امریکا، برطانیہ اور یورپی یونین کے ممالک اسرائیل کی پشت پر کھڑے ہیں اور اس کو جدید اسلحہ کی سپلائی جاری رکھے ہوئے ہیں، جب کہ اسرائیل کی بحریہ اور فضائیہ نہتے فلسطینی عوام پر تواتر سے بم برسا رہی ہیں۔

امریکا اور دیگر اتحادی ممالک سے اسلحہ بھرے جہاز اسرائیل پہنچ رہے ہیں اور جدید اسلحہ سے لیس امریکا، برطانیہ اور دیگر ممالک کی آبدوزیں و بحری بیڑے علاقے میں پہنچ چکے ہیں، تاکہ اسرائیل کو تحفظ فراہم کیا جا سکے اور کسی دوسرے ملک کو فلسطینیوں کی مدد کو آنے سے روکا بھی جا سکے۔ امریکی وزیر خارجہ کئی روز سے تل ابیب میں ڈیرے ڈالے بیٹھے رہے، ان کے بعد امریکی صدر جو بائیڈن بھی پیچھے نہیں رہے وہ بھی بھاگے بھاگے اسرائیل پہنچے۔

امریکی صدر جو بائیڈن نے اپنے دورے کے موقع پر غزہ پر وحشیانہ حملوں کے معاملے پر اسرائیل کو کلین چٹ دیتے ہوئے اسے غزہ کے اسپتال پر حملے سے بری الذمہ قرار دیا اور اس کا الزام فلسطینی تنظیموں پر عائد کر دیا۔ انہوں نے دورہ اسرائیل کے موقع پر صہیونی وزیر اعظم نیتن یاہو سے ملاقات میں الٹا اسرائیل کو ہر طرح کی امداد دینے کے عزم کا اعادہ کیا جس سے اسرائیل کو شہ ملی۔

اسرائیل بدترین جنگی جرائم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ جنیوا کنونشن 1949 میں طے پایا تھا جس پر اب تک 196 ممالک دستخط کر چکے ہیں۔ تاہم ہر ملک نے ہر شق پر دستخط نہیں کیا اور اکثر ملکوں نے اپنی من مانی سے کچھ شقیں تسلیم کیں اور کچھ نہیں۔

معاہدے کی شق آٹھ کے مطابق جان بوجھ کر شہری آبادی کے خلاف حملوں کی ہدایت کرنا یا انفرادی شہریوں کے خلاف، جو دشمنی میں براہ راست حصہ نہیں لے رہے ہیں، بھی جنگی جرم ہے آرٹیکل 8 بی 3 کہتی ہے جان بوجھ کر اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق انسانی امداد یا امن مشن میں شامل اہلکاروں، تنصیبات، مواد، یونٹوں یا گاڑیوں کے خلاف حملوں کی ہدایت کرنا، جب کہ وہ مسلح تنازعات کے بین الاقوامی قانون کے تحت شہریوں یا سویلین اشیا کو دیے گئے تحفظ کے حق دار ہوں۔ آرٹیکل 8 اے سات کے مطابق غیر قانونی منتقلی یا ملک بدری جنگی جرم کے زمرے میں آتی ہے۔

اسرائیل نے غزہ کی نصف آبادی کو اپنا علاقہ

چھوڑنے کی وارننگ دے رکھی ہے۔ اسرائیل ویسے تو غزہ پر ہر قسم کے ہتھیاروں سے گولہ باری کر رہا ہے، لیکن اس میں ایک ہتھیار ایسا ہے جس پر انسانی حقوق کے مختلف اداروں کو سب سے زیادہ اعتراض ہے۔ یہ ہتھیار سفید فاسفورس کے بم ہیں۔ انسانی حقوق کے بڑے ادارے ہیومن رائٹس واچ اور ایمنسٹی انٹرنیشنل دونوں ہی نے تصدیق کی ہے کہ اسرائیل نے غزہ پر حالیہ حملوں کے دوران یہ ہتھیار استعمال کیے۔

ہیومن رائٹس واچ نے گزشتہ جمعرات کو کہا کہ اس نے وڈیوز اور انٹرویوز کی مدد سے شواہد اکٹھے کیے ہیں کہ اسرائیل نے غزہ شہر میں دو جگہوں پر سفید فاسفورس استعمال کیا۔ اس کے بعد ایمنسٹی انٹرنیشنل کی کرائسس ایویڈنس لیبارٹری نے بھی شواہد فراہم کیے کہ اسرائیلی ڈیفنس فورس نے غزہ کے گنجان آباد علاقوں میں فاسفورس بم برسائے۔ ایمنسٹی نے M825 اور M825A1 گولوں کی تصویریں دکھائیں جو امریکی محکمہ دفاع کا سفید فاسفورس پر مبنی اسلحے کا شناختی کوڈ ہے۔

لہٰذا اسرائیل جن جنگی جرائم کا مرتکب ہو رہا ہے امریکا اس میں برابر کا شریک ہے۔ بین الاقوامی قانون کا تقاضا ہے کہ ضرورت مند شہریوں کے لیے انسانی امداد کی تیز رفتار اور بلا روک ٹوک منتقلی کی اجازت ہو۔ اس میں خوراک، پانی، طبی سامان، ایندھن اور زندگی کے لیے ضروری دیگر سامان اور خدمات شامل ہیں۔

شہریوں کو بھوک میں مبتلا کرنا بھی جنگی جرم ہے۔ اس کے باوجود اسرائیل نے گزشتہ ہفتے اسرائیلی سرحدی علاقوں پر حماس کے حملوں کے جواب میں غزہ کا غیر قانونی طور پر مکمل محاصرہ کر رکھا ہے اور علاقے میں بجلی، خوراک، پانی یا ایندھن کا داخلہ بند کر دیا ہے، اتوار سے مصر کی سرحد سے کچھ امدادی سامان غزہ جانے کی اجازت ملی ہے۔ یہ ایک اور جنگی جرم ہے۔ اسرائیل نے ان تمام جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور مسلسل کر رہا ہے۔

دنیا بھر کے اسلامی ممالک کی واحد تنظیم اسلامی تعاون تنظیم (او آئی سی) نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا ہے کہ غزہ میں جنگی جرائم پر اسرائیل کو کٹہرے میں لایا جائے۔ غزہ کی صورت حال پر اسلامی تعاون تنظیم کی ایگزیکٹو کمیٹی کا غیر معمولی اجلاس ہوا جس کے اعلامیے کے مطابق او آئی سی نے غزہ کے اسپتال پر اسرائیلی بمباری کو جنگی جرم قرار دیتے ہوئے اس کی سخت مذمت کی ہے۔

او آئی سی نے اسرائیل سے فلسطینیوں کے خلاف جارحیت بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ غزہ پٹی کا محاصرہ فوری ختم کیا جائے، او آئی سی نے عالمی برادری سے غزہ پٹی کے لیے امداد فوری بحال کرنے کی اپیل کی ہے۔ عالمی برادری اقوام متحدہ کی فلسطینی پناہ گزین ایجنسی سے تعاون کرے، غزہ کے اسپتال پر اسرائیلی بمباری جنگی جرم ہے، عالمی برادری جنگی جرائم پر اسرائیل کو کٹہرے میں لائے، غزہ پٹی سے فلسطینیوں کے نکل جانے کے اسرائیلی مطالبے کو مسترد کرتے ہیں۔ عالمی برادری مشرق وسطیٰ میں امن کوششیں تیز کرے، آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کا مطالبہ کرتے ہیں۔

روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمان ارض فلسطین بالخصوص بیت المقدس کی بے حرمتی، فلسطینیوں کی نسل کشی اور اسرائیل کی جانب سے بدترین جنگی جرائم پر دل گرفتہ ہے اور مسلم حکمرانوں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ او آئی سی پونے دو ارب مسلمانوں کی جماعت ضرور ہے لیکن یہ ابھی تک ایک مردہ گھوڑا ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ او آئی سی میں شامل تمام مسلمان ممالک کے حکمران امریکا اور سامراجی طاقتوں کے رحم و کرم پر ہیں، اسی لیے اس تنظیم نے آج تک امت مسلمہ کے کسی بھی مسئلے پر جرأت مندانہ موقف اختیار نہیں کیا۔

مسلمان امت واحدہ تو ضرور ہے لیکن امت متحدہ نہیں، مفادات کے غلام مسلم حکمرانوں نے امت کی غیرت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ ایک چھوٹی سی ناجائز ریاست جس نے پوری امت مسلمہ کو تگنی کا ناچ نچا رکھا ہے اور یہ مسلم حکمران پاؤں میں گھنگرو باندھے ناچ رہے ہیں۔

پوری امت بالخصوص کشمیر و فلسطین کے عوام ان سے بری طرح مایوس ہو چکے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ان سے پوچھا نہیں جائے گا، اللہ رب العزت ہر اس بندے سے پوچھے گا جو کچھ کرنے پر مکلف تھا اور اس نے نہیں کیا اور قانون فطرت یاد رکھنا چاہیے کہ جو ڈر گیا وہ مر گیا۔

گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے یہ مسلم حکمران بروز قیامت اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اللہ رب العزت کے دربار میں یہ ننھے منے شہداء ہماری شکایت کریں گے اور اس نبی کی شفاعت کے کس منہ سے ہم دعوے دار ہوں گے۔

جنھوں نے ہمیں بتایا تھا کہ میری امت جسد واحد کی طرح ہے ایک حصے کو تکلیف ہوگی تو پورا جسم مضطرب ہوگا۔ یہود و نصاریٰ کسی بھی طور پر ہمارے حق میں نہیں۔ کشمیر ہو یا فلسطین ظلم صرف مسلمانوں پر ہی ہے اور ہمارے حکمران ان کے سامنے جھکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وقت ہے اب اٹھ کھڑے ہوں، علم بغاوت بلند کرو، جہاد کا جذبہ لیے، ایمان کو دل میں سموئے ہوئے ان یہودیوں کو نیست و نابود کر دو اور بتا دو کہ مسلمان ہمیشہ مظلوموں کے ساتھ ہیں اور ظالم سامراج کے سامنے کبھی نہیں جھکے گا۔

آخر میں اثر جونپوری کے اشعار یاد آ گئے:

غفلت سے نکل دین کی دعوت کے لیے اٹھ
اب گنبد صخریٰ کی حفاظت کے لیے اٹھ
ظالم کے شکنجے سے چھڑا اہل وفا کو
مظلوم زمانہ کی حمایت کے لیے اٹھ
جو جسم عرب کے لیے ناسور بنا ہے
اس خطہ موذی کی جراحت کے لیے اٹھ
مرکوز تری سمت ہیں امت کی نگاہیں
ایوبی کے فرزند قیادت کے لیے اٹھ
آقا کی غلامی کا اگر پاس ہے تجھ کو
آقائے مدینہ کی نیابت کے لیے اٹھ
دے ارض فلسطین کو نذرانہ لہو کا
صہیونی ریاست کی ملامت کے لیے اٹھ
القدس سے آتی ہے صدا مرد مسلماں
اٹھ مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے لیے اٹھ

(بشکریہ روزنامہ ''ایکسپریس'')

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 31 سال، برسر روزگار، کو عقد ثانی (پہلی زوجہ سے علیحدگی) کے لیے دینی مزاج کی حامل باپردہ اور نیک سیرت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0300-0847956

☆ لاہور میں رہائش پذیر تنظیم اسلامی کے ملتزم رفیق، عمر 38 سال، تعلیم انجینئرنگ، سعودیہ میں ملازمت، کو عقد ثانی (پہلی بیوی سے بوجہ علیحدگی) کے لیے ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-8498494

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

ظلم رہے اور امن بھی ہو!

حبیب جالب

ظلم رہے اور امن بھی ہو
کیا ممکن ہے تم ہی کہو

ہنستی گاتی روشن وادی
تاریکی میں ڈوب گئی
بیتے دن کی لاش پہ اے دل
مَیں روتی ہوں تو بھی رو
ظلم رہے اور امن بھی ہو

ہر دھڑکن پر خوف کے پہرے
ہر آنسو پر پابندی
یہ جیون بھی کیا جیون ہے
آگ لگے اس جیون کو
ظلم رہے اور امن بھی ہو

اپنے ہونٹ سیئے ہیں تم نے
میری زباں کو مت روکو
تم کو اگر توفیق نہیں تو
مجھ کو ہی سچ کہنے دو
ظلم رہے اور امن بھی ہو....!

پریس ریلیز 27 اکتوبر 2023ء

شجاع الدین شیخ

اسرائیل کی غزہ میں قتل و غارت گری سے دنیا کا امن تباہ ہو جائے گا

اسرائیل کی غزہ میں قتل و غارت گری سے دنیا کا امن تباہ ہو جائے گا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ناجائز اسرائیل کی وحشیانہ بمباری سے غزہ میں سات ہزار سے زیادہ فلسطینی مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔ غزہ کی پچاس فیصد عمارتیں تباہ کر دی گئی ہیں۔ اسرائیل غزہ پر زمینی حملہ کی پوری تیاری کر چکا ہے اور فلسطینی مسلمانوں کی اس نسل کشی میں اُسے امریکہ، مغربی یورپ اور بھارت کی مکمل آشیر باد حاصل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کے اِس پاگل پن کے باعث دنیا عالمی جنگ کے دہانے پر پہنچ چکی ہے۔ روس نے سی ٹی بی ٹی معاہدے کو منسوخ کر کے جوابی ایٹمی حملوں کی بھرپور مشق کی ہے۔ چین نے اقوامِ متحدہ کی سکیورٹی کونسل میں دوٹوک مؤقف اختیار کیا ہے کہ غزہ پر جاری اسرائیلی بمباری سے معصوم فلسطینی ہزاروں کی تعداد میں جان سے جا رہے ہیں جو کسی طور پر بھی قابلِ قبول نہیں۔ اگر مسلمان ممالک ایک متفقہ سوچ کے ساتھ اور اُمتِ واحدہ کی صورت اختیار کر کے اسرائیل اور اُس کے سرپرستوں کا مقابلہ نہیں کرتے اور استطاعت کے باوجود جہاد سے گریز کرتے ہیں تو عالمِ کفر اُنہیں الگ الگ نیست و نابود کر دے گا۔ پاکستان نے بھی حالیہ دنوں میں پے در پے میزائل کے تجربے کیے ہیں جس سے ساری دنیا کو ایک واضح پیغام دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اسرائیل کے معاملے میں بانیانِ پاکستان کے اس اصولی مؤقف کو سختی سے اپنانا ہوگا کہ اسرائیل ایک ناجائز ریاست ہے جو کسی بھی صورت میں قابلِ تسلیم نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کے نزدیک پاکستان اس کا صفِ اوّل کا دشمن ہے۔ 1967ء میں اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان نے پاکستان کو اسرائیل کا خطرناک ترین حریف قرار دیا تھا۔ پھر یہ کہ کچھ عرصہ قبل موجودہ اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں سے متعلق ایک سوال کے جواب میں پاکستان کو ڈی نیوکلیئرآئز کرنے کی خواہش کا اظہار کر چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کو ہر سطح پر الرٹ رہنے کی ضرورت ہے۔ ملک میں سیاسی استحکام اور سیاسی ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے۔ ملک کے معاشی مسائل کو حل کیا جائے۔ ملک کی اسلامی نظریاتی اساس کی طرف عملی طور پر پیش قدمی کی جائے۔ تاکہ پاکستان کے دفاع کو حقیقت میں ناقابلِ تسخیر بنایا جا سکے اور وطنِ عزیز مستقبل میں اُمتِ مسلمہ کی امامت کا فریضہ سر انجام دے سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات (12 تا 16 اکتوبر 2023ء)

جمعرات (12-اکتوبر) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔ دوپہر کو کراچی پریس کلب پر مظاہرے میں شرکت کی۔

جمعہ (13-اکتوبر) کی مسقط سے ایک نوجوان کی درخواست پر معاشرتی معاملات کے حوالے سے گفتگو ریکارڈ کرائی۔ قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کیا۔ اہلِ خانہ بھی شریک ہوئے۔ شام 4 سے 5 بجے ایک اسلام آباد کے ادارہ کے زیرِ اہتمام آن لائن سیشن میں طلبہ سے گفتگو کی اور سوالات کے جوابات دیے۔ حلقہ پنجاب شمالی کے دورہ کے لیے شام کی فلائٹ سے اسلام آباد روانگی ہوئی۔ رات حلقہ کے دفتر میں قیام کیا۔

ہفتہ (14-اکتوبر) کو صبح 09:30 بجے چند رفقاء سے ملاقاتیں کیں۔ ایک رفیق کے گھر واقع DHA راولپنڈی میں ان کی عیادت کے لیے جانا ہوا۔ 3 بجے نیشنل پریس کلب اسلام آباد کے سامنے اسرائیلی مظالم کے خلاف اور فلسطینی مسلمانوں کی حمایت میں تنظیم اسلامی کے تحت منعقدہ مظاہرے میں خطاب کیا۔ آخر میں میڈیا پرسنز کے ساتھ پریس کانفرنس کی اور سوالوں کے جوابات دیے۔ مظاہرہ میں دونوں حلقوں (اسلام آباد اور پنجاب شمالی) کے رفقاء نے شرکت کی۔ بعد نماز مغرب بحریہ ٹاؤن فیز 7 راولپنڈی کی میگا مارکی میں عوامی اجتماع سے "پاکستان کے مسائل اور ان کا حل" کے عنوان کے تحت خطاب کیا۔ اس پروگرام میں کم و بیش 450 افراد (بشمول 150 خواتین) نے شرکت کی۔ رات کا قیام قائم مقام امیر حلقہ کے گھر پر کیا۔

اتوار (15-اکتوبر) کو صبح 9:30 بجے مسجد حرمین شریفین واقع گلزار قائد راولپنڈی میں اجتماعِ حلقہ میں شرکت کی۔ مختصر تذکیری گفتگو کے بعد حلقے اور نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف حاصل کیا۔ سوال و جواب کی نشست کا اہتمام ہوا۔ آخر میں مبتدی و ملتزم رفقاء کی بیعت مسنونہ ہوئی۔ بعد نماز ظہر حلقہ کے ذمہ داران سے ملاقات کی۔ تمام مقامی امراءِ تنظیم نے اپنے اپنے ذمہ داران کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ بعد نماز عشاء قرآن اکیڈمی گلریز راولپنڈی میں نوجوان احباب سے ملاقات کی۔ اس موقع پر گلریز اکیڈمی میں زیرِ تعلیم طلبہ اور رفقاء تنظیم کے نوجوان قریبی رشتہ داروں کو مدعو کیا گیا۔ مختصر خطاب کے بعد امیر محترم نے نوجوانوں کے مختلف نوعیت کے سوالات کے جوابات دیے۔ یہ نشست نماز عشاء سے رات 10 بجے تک جاری رہی۔ شرکاء کی مجموعی تعداد تقریباً 180 تھی۔ اختتام پر فلسطین کے مسلمانوں کے لیے خصوصی دعا کروائی گئی اور شرکاء مجلس اور پاکستانی حکومت کو فلسطینی مسلمانوں کی امداد کے لیے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب و تشویق دلائی۔ تمام پروگراموں کے دوران نائب ناظمِ اعلیٰ شمالی پاکستان اور قائم مقام امیر حلقہ امیر محترم کے ہمراہ رہے۔ رات کراچی واپسی ہوئی۔

پیر (16-اکتوبر) کو کراچی میں 10:30 بجے تا 1:30 نگراں وفاقی وزیر مذہبی امور انیق احمد سے ملاقات رہی۔ انہیں منتخب نصاب قرآنی کے حوالہ سے توجہ دلائی گئی نیز کچھ امور پر بھی کلام ہوا۔ دوپہر کو اسلامی نظریاتی کونسل کے سیکریٹری انوار الحق سے ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات رہی۔ دوران عرصہ قائم مقام نائب امیر سے مستقل آن لائن رابطہ رہا۔

The Palestinian Issue

Aslam Chouglay

The western media propaganda always talks about "both sides". They boast their kind of civilized stand when they "condemn" both sides. Many spokespersons have repeatedly pointed out this misrepresentation of facts. There is only one side to the whole issue – the criminal, invader, occupier and the victims who are the people of Palestine.

The western regimes supporting the illegal terrorist state, such as UK, France, Germany, Italy and their ring leader the US, are of a colonial mindset, with the ringleader having great aspirations to an empire. UK and the EU countries all invaded countries enslaving and subjugated the inhabitants. Piracy was their claim to fame.

The other propaganda claim is that the terrorist state is "democratic", so that this gives it legitimacy conveniently forgetting to mention that Hamas was democratically elected but quickly sidelined. Thus, creating the satanic division between the PLO on the West Bank and Hamas in Gaza.

Unfortunately, the PLO was deceived into throwing down their arms in complete submission to let the terrorist state walk all over them whenever they want and wherever they want. The promise of a two-state solution to what should always have been a single one-state solution. In fact, the late Yasser Arafat, at the Camp David summit in 2000, gave away everything to the terrorist state, in a desperate search for peace, to revive the now defunct Oslo Agreement of 1993, but quite rightly stood his ground on Jerusalem. He stated clearly, "it was not his to give away".

Clinton tried very hard to give the impression that he was taking the right steps by letting the two parties discuss issues, directly. He was said to be keen to leave a legacy of his presidency by "settling" the Israel Palestine issue. Basing his character portrayal on his role model John F. Kennedy, and trying to match the achievements of Jimmy Carter, he pushed Arafat very hard over the 11 days. Much of the reporting by Western media outlets including CNN was based on factual accounts of the meetings.

The Oslo accords should be seen as a trap for the Palestinians. Forced to surrender their arms with the pie-in-the-sky promise of a "two state" solution, including lot of pressure on the PLO by the Arab states. The Arab states seemed to have a fairy tale of *Fatah Mubin*. The Arab states were conned into supporting the Gulf war invasion of 1990, little realizing that they were falling right into the hands of the forces determined to set up a greater Israel.

Now toothless, the PLO stands trapped between the lion's jaws, together with the Palestinian people. Leaving Gaza and Hamas isolated and abandoned, and with the end of occupation just a dream. Another propaganda is "settlers". These terrorist state settlers and settlements are "squatters". This problem with "squatters" should not be difficult for the Americans to understand. American history needs no reminder about how squatters were dealt with in the wild west of America.

The western media is trying to exploit the rumors, attributed to some West Bank people that they somehow blame Hamas for the terrorist state's siege and carpet bombing of Gaza. It must be clearly understood why any kind of reprisal against the terrorist state is in pure frustration, because all other means of solutions to their dire position of the past 75 years has been exhausted. They have been patient for 75 years *(sabr)*, but there is a limit to this. The people of Gaza have surely now resigned to the fact that they have no savior in the surrounding Arab states, and only Allah *(SWT)* can be their savior. The situation must not be allowed to be diverted with simply the issue of the hospital bombings. It is not simply about condemnation of the bombing of the hospital, but the Gaza prison set up by the terrorist state, and not forgetting the "wall" inside the West Bank.

Reagan famously shouted out, "Mr. Gorbachev, bring down this wall!". Well, it is high time another such wall came down. Only resistance movements like Hamas can bring about this change.

Vol: 32 Regd. No. C.P.L NO.114 No.42
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore